مئی May 2022

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad
ISSN: 2581-9216

ماہنامہ

صدائے شبلی

حیدرآباد

ایڈیٹر مولانا ڈاکٹر محمد حامد ہلال اعظمی
www.shibliinternational.com

قیمت: -/20 روپے

ماہنامہ حیدرآباد

صدائے شبلی

Monthly Hyderabad

SADA E SHIBLI

Issue:51 شمارہ: Vol:5 جلد: May 2022 مئی

مدیر:

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

نائب مدیران:

ڈاکٹر عبدالقدوس

ڈاکٹر سراج احمد انصاری

ابوہریرہ یوسفی

مجلس مشاورت:

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی۔ پروفیسر مظفر علی شہہ میری

پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ پروفیسر ابوالکلام

پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی۔ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی

مفتی محمد فاروق قاسمی۔ مولانا ارشاد الحق مدنی

مولانا محمد مساعد ہلال احیائی

اعجاز علی قریشی ایڈوکیٹ۔ محمد سلمان انجینئر

مجلس ادارت:

ڈاکٹر محمد رفیق۔ ڈاکٹر حمران احمد۔ ڈاکٹر ناظم علی

ڈاکٹر مختار احمد فردین۔ ڈاکٹر غوثیہ بانو

ڈاکٹر سید امام حبیب قادری۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی

ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ ڈاکٹر صالحہ صدیقی

ڈاکٹر فاروق احمد بھٹ۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

ڈاکٹر آصف لئیق ندوی۔ ڈاکٹر مظفر علی ساجد۔

مولانا عبدالوحید ندوی۔ مولانا احمد نور عینی

ابوہریرہ ایوبی۔ محسن خان

قیمت فی شمارہ:	20/-
سالانہ:	220/-
رجسٹرڈ ڈاک:	350/-
بیرونی ممالک:	50/- رامریکی ڈالر
خصوصی تعاون:	2000/-

SADA E SHIBLI
A/c: 1327102000023922
Ifsc: IBKL0001327
IDBI Bank: CHARMINAR HYD, T.S

Email: sadaeshibli@gmail.com

Mob: 9392533661 - 8317692718

ماہنامہ "صدائے شبلی" حیدرآباد میں مقالہ نگاران سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف حیدرآباد کی عدالت میں ہوگی

محمد محامد ہلال (اونر، پبلشر، پرنٹر، ایڈیٹر) نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر حیدرآباد تلنگانہ سے شائع کیا

خط و کتابت کا پتہ

MOHD MUHAMID HILAL #17-6-352,
B1, 2nd Floor,Bafana Complex,
Dabirpura Road, Purani Haveli,
Hyderabad- 500023. T.S

فہرست مضامین

۱	اپنی بات	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۵
۲	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانیؒ	۶
۳	جادو کی حقیقت قرآن کی روشنی	مولانا حبیب الرحمٰن	۷
۴	پیام عید	ڈاکٹر محمد نصر اللہ ندوی	۱۳
۵	عید کی ہلچل	مولانا انصار احمد معروفی	۱۵
۶	عظمیٰ	ڈاکٹر ولاء جمال العسیلی	۱۸
۷	تمہیں حق ہے	سردار سلیم	۲۱
۸	مشینی ترجمہ کے لیے اردو کارپس کی تیاری کے طریقۂ کار	محمد زاہد اقبال	۲۲
۹	عصمت کے فکشن ادب میں عورت	ایم۔اے کائنات	۲۸
۱۰	عید آئی بھی اور گذر بھی گئی	احمد علی برقی	۳۲
۱۱	''ماں'' بے شک عظیم ہوتی ہے	ایس ایم عارف حسین	۳۳
۱۲	غزل	عبد المنان صمدی	۳۵
۱۳	غزل	قاضی انصار	۳۵
۱۴	مشہور شاعر ''ماہر القادری صاحب'' کا 44واں یومِ وفات	سید نوید جعفری	۳۶
۱۵	غزل	عفراء بتول سحر	۴۰
۱۶	ملک میں جاری حالات تشویشناک (خبر)	ادارہ	۴۱

ماہنامہ ''صدائے شبلی'' کے خصوصی معاونین

جناب ابوسفیان اعظمی، مقیم حال ممبئی جنا محمد یوسف بن الحاج محمد منیر الدین عرف ولی مرحوم، حیدرآباد

مفتی محمد فاروق قاسمی۔صدر علماء کونسل وجے واڑہ، آندھرا پردیش

ڈاکٹر سید جلیل حسین ایم ڈی (علیگ) ٹولی چوکی حیدرآباد

مولانا منصور احمد قاسمی، معین آباد، تلنگانہ

الحاج رئیس احمد اقبال، انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی، حیدرآباد

الحاج محمد زکریا انجینئر (داماد استاذ الاساتذہ حضرت عبد الرحمٰن جامیؒ) مقیم حال دبئی

ڈاکٹر شہباز احمد، پروفیسر گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج چارمینار، حیدرآباد

مولانا محمد عبد القادر سعود نائس جوس سینٹر سکندرآباد، حیدرآباد

الحاج محمد قمر الدین، نبیل کالونی بارکس حیدرآباد

الحاج محمد عبد الکریم۔صدر مسجد اشرف کریم کشن باغ، حیدرآباد

اپنی بات

ماہِ مئی کے پہلے ہفتے میں عید الفطر منائی گئی۔ یہ خوشی کا دن ہمیں بطور سوغات رمضان المبارک کی وجہ سے ملا، رواں سال خدا کا شکر رہا کہ تمام مساجد وعیدگاہ میں نمازِ عید الفطر ادا کی گئی اور بلا روک ٹوک ہچکچاہٹ کے ہم ایک دوسرے کے بغل گیر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عید الفطر کی تمام برکتیں نصیب کرے آمین۔ ادارہ اپنے تمام قارئین کو عید الفطر کی مبارکباد پیش کرتا ہے اور امت مسلمہ سے دست بستہ گزارش کرتا ہے کہ رمضان المبارک میں جس طرح سے آپ نے نماز، عبادات، خیرات وصدقات وغیرہ سے اللہ کو راضی کرنے کی فکر میں رہے، اسی طرح بعد رمضان بھی یہ سلسلہ جاری رکھیں، تمام برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور نیکیوں کی طرف سبقت کریں۔

ہمارا ملک مختلف تہذیبوں کا گلدستہ ہے، اس وجہ سے باشندگانِ ہند صدیوں سے اپنے مذہب اور تہذیب پر عمل کرتے رہے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں شانہ بشانہ دکھائی دیئے، مگر حالیہ کچھ عرصوں میں شرپسند عناصر سیاست کے سایہ تلے گھناؤنی حرکت کر رہے ہیں، جس سے اس ملک کی گنگا جمنی تہذیب متاثر ہو رہی ہے۔ رام نومی، ہنومان جینتی وغیرہ کے جلوس عرصہ دراز سے تقریباً ہمارے ملک کے ہر شہر میں نکلتے آ رہے ہیں۔ کبھی افراتفری کا ماحول نہیں بنا، لیکن گذشتہ رام نومی کا جلوس جس انداز سے نکلا جیسا کہ سوشل میڈیا کے ذریعہ ویڈیو میں دیکھایا گیا کہ ہاتھ میں تلوار اسلحے اور اس پر طرّہ تماشا مسجد کے سامنے نعرے بازی کرنا اور اقلیت کو برانگیختہ کرنا نہ قانون اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی مذہب، مگر کیا جائے جب انتظامیہ اور حکومت کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہو۔ حکومت اور انتظامیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جلوس سے قبل اس کی شرارتوں سے پہلے شرپسند عناصر کو کچل دے، کیونکہ اگر چنگاری کو نہ بجھایا جائے تو وہ بھیانک شعلہ بن جاتی ہے۔ یہی دہلی اور دیگر جگہوں پر دیکھنے میں آیا، جس کی وجہ سے ہمارے ملک کا ماحول خراب ہوا اور جان ومال کا نقصان ہوا۔ ایسی صورتِ حال سے ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا، اس وجہ سے ہر شخص کو اس کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔

اذان کے کلمات پورے عالم میں پانچ وقت کی نماز کے لیے اس روئے زمین کے چپے چپے پر ہر لمحہ ادا کیے جاتے ہیں کیونکہ اذان ایک زندہ حقائق ہے جس کے معنی میں زندگی کی معنویت پنہا ہے، ہمارے ملک کی فضا میں ہزاروں سال سے اذان کے کلمات پورے وقار کے ساتھ قبول کئے گئے، ہر طبقہ نے احترام کیا، مگر حالیہ عرصہ میں لاؤڈ سپیکر سے اذان دینے پر کئی ریاستوں میں پابندی لگادی گئی، جس کی وجہ سے اس ملک کا مسلمان اذان جیسی مقدس سنت وشعائر پر پابندی پر مغموم اور افسردہ ہے۔

کسی بھی ادارہ کو چلانے کے لیے مالی تعاون بہت ضروری ہوتا ہے، رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم شاہین نگر حیدرآباد اور شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد کی تعمیر وتوسیع میں جو بھی صاحب خیر دامے درمے سخنے حصہ لیئے ہیں ادارہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ آپ کا تعاون حسب سابق جاری رہے گا۔

محمد محامد ہلال اعظمی

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شبلی نعمانیؒ

غزوۂ احد میں آپؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا، تو سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپؐ زرہ پہن کر تیار ہو گئے تو صحابہؓ نے رک جانے کا مشورہ دیا، آپؐ نے فرمایا ''پیغمبر زرہ پہن کر اتار نہیں سکتا۔''

غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے اندازوں نے متصل تیروں کی بوچھار کی تو اکثر صحابہؓ کے قدام اکھڑ گئے لیکن آپؐ نہایت سکون واطمینان سے چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان میں جمے رہے، اس وقت زبان مبارک پر یہ رجز جاری تھا:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

میں پیغمبر صادق ہوں، میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔

ایک آپ کسی غزوہ میں درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے، ایک کافر آیا اور اسی حالت خواب میں تلوار کھینچ کر بولا ''محمدﷺ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے''؟ آپؐ نے فرمایا ''خدا'' اس عزم واستقلال اور جرأتِ صادقہ نے اس کو اس قدر مرعوب کر دیا کہ فوراً اس نے تلوار میان میں کر لی اور پاس بیٹھ گیا۔

شجاعت: (یہ وصف انسانیت کا اعلا جوہر اور اخلاق کا سنگ بنیاد ہے، عزم، استقلال، حق گوئی، راست گفتاری، پُر دلی، یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں، آنحضرتﷺ کو سیکڑوں مصائب وخطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی پامردی اور ثبات کے قدم نے لغزش نہیں کھائی، غزوۂ بدر کی گھسان لڑائی میں ۳۰۰ نہتے مسلمانوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے تو دوڑ کر مرکزِ نبوت ہی کے دامن میں آکر پناہ لیتے ہوئے حضرت علیؓ جن کے دست وبازو نے بڑے بڑے معرکے سر کیے، کہتے ہیں کہ بدر میں زور کا رن پڑا تو ہم لوگوں نے آپﷺ ہی کی آڑ میں پناہ لی، آپؐ سب سے زیادہ شجاع تھے، مشرکین کی صف سے اس دن آپؐ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا۔

غزوۂ حنین میں ہوازن کے بے پناہ تیروں کی بارش ہوئی، تو مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج دفعتاً میدان سے ہٹ گئی لیکن آپؐ مع چند جانثاروں کے بہ دستور میدان میں کھڑے رہے، اس وقت بار بار آپؐ اپنے خچر کو ایڑ لگا کر آگے بڑھانے کا قصد فرما رہے تھے لیکن جانثار مانع آتے تھے، اب دشمنوں کی تمام فوج کا نشانہ صرف آپؐ کی ذات تھی، بااین ہمہ پائے اقدس میں لغزش نہیں ہوئی، حضرت براءؓ جو اس معرکہ میں شریک تھے، کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حنین میں تم بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ جواب دیا ہاں یہ سچ ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرتﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے، خدا کی قسم جب لڑائی پورے زور پر ہوئی تھی تو ہم لوگ آپؐ کے ہی پہلو میں آکر پناہ لیتے تھے، ہم میں سب سے بڑا بہادر شمار ہوتا تھا جو آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ سب سے زیادہ شجاع تھے، ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے، لوگ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے لیکن سب سے پہلے جو آگے بڑھ کر نکلا وہ خود آنحضرﷺ تھے، جلدی میں آپؐ نے اس کا بھی انتظار نہیں کیا کہ گھوڑے پر زین کسی جائے، گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہو کر آپ تمام خطروں کے مقامات میں گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو تسکین دی کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔

(سیرۃ النبیؐ، جلد: دوم، ص: ۲۷۳/۲۷۴)

مولانا حبیب الرحمن۔ حیدرآباد

جادو کی حقیقت قرآن کی روشنی

سحر (جادو) سے نفع یا نقصان ہونے کو صحیح قرار دینے کیلئے یہ کہا جاتا ہے کہ سحر (جادو) کا ذکر تو خود قرآن میں ہے۔

یہ بات دراصل قرآن کی حیثیت (انسانوں کیلئے کھلی کھلی ہدایت اور گمراہی بتانے والی کتاب) سے محض لاعلمی کا نتیجہ ہے کیوں کہ گمراہیاں کیا ہیں ان کو معلوم کر کے اور ان سے بچے بغیر ہدایت پر قائم رہنا کسی بھی انسان کیلئے ممکن نہیں اور قانون الٰہی یہ ہے کہ ''ذرا سی بھی گمراہی سے تمام عبادات اور تمام نیکیاں برباد کر دی جاتی ہیں اور انجام ابدی جہنم ہوگا''۔ (انعام:۸۸، زمر:۶۵)

قرآن میں سحر سے متعلق جو باتیں بیان ہوئی ہیں وہ پیش ہیں۔

سحر کا لفظ قرآن میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ ساٹھ (۶۰) مرتبہ مختلف حیثیت سے آیا ہے جن کے ذریعہ جادو کی حقیقت یہ بتائی گئی ہے کہ جادو صرف اور صرف نظر کو دھوکہ دینے کا فن ہے فرمایا گیا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ (اعراف:۱۱۶) (انسانوں کی آنکھوں کو دھوکہ دے) اور سحر سکھانا اور سیکھنے کے مشاغل کن کے ہوتے ہیں ان کو بھی بیان کر دیا گیا ہے چنانچہ (بقرہ:۱۱۰) میں فرمایا گیا کہ کتاب الٰہی سے علم حاصل نہ کرنے والوں کا حال محض جاہلوں جیسا ہوتا ہے اور جن کے مشاغل حیات کو بقرہ آیت نمبر ۱۰۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: کتاب الٰہی پر ایمان کے دعویدار کتاب کے مطابق عمل کرنے کے بجائے ان باتوں کی پیروی کرنے لگتے ہیں جن کو شیاطین پڑھتے تھے ...... اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا وہ لوگوں کو سحر سکھاتے تھے...... ایسے مشاغل اختیار کرنے والے اچھی طرح جانتے تھے (اور جانتے ہیں) کہ آخرت میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں ہوگا۔ (بقرہ:۱۰۲)

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ جادو سکھانا شیطانوں کا کام ہے اور جادو کرنا عمل عملیات جھاڑ پھونک، تعویذ ودم کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے پیدا ومقرر کردہ مادّی ٹھوس اسباب وذرائع کے اٹل پن کی تردید ونفی کرنا ہے۔ اور ایسا کرنا کس کا کام ہوسکتا ہے غور کرلیا جاسکتا ہے۔

سحر کے معنی دھوکہ دینے کے فن کے ہیں اور یہ دھوکہ صرف نظر کو دیا جاسکتا ہے۔ (اعراف:۱۱۶) نظر دھوکا کھانے سے ذہن میں خیالات پیدا ہوتے ہیں (طہ:۶۶،۶۷)

قرآن سے ثابت ہے کہ ہر زمانے میں لا الٰہ الا اللہ بلا شرکت غیرے تنہا واکیلے تمام مخلوقات کے پالن ہار، حاجت روا، فریادرس اور مشکل کشا اللہ ہی ہونے اور ہر نفس کو اس کے اپنے ہی کئے ہوئے اعمال کی جزاء دینے کے لئے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی باتوں کو کائنات کی نشانیوں عقل وفطرت کے تقاضوں کے تحت، اللہ ہی کے تنہا کارساز ہونے کی حقیقت واقعہ کا انکار کرنے کی جب کوئی گنجائش ہی نہ ہوتی تو مندرجہ بالا باتوں کو سحر (نظر کا دھوکا) کہہ دیتے اور ان باتوں کو بیان کرنے والوں کو (پیغمبروں) کو ساحر (نظر کا دھوکا دینے والا) کہتے (ذاریات:۳۹،۵۲، طہ:۶۳) اور جب ان کے وہ مطالبات جو قوانین طبعی کے خلاف ہوتے تو ان

کو اللہ اپنی قدرت سے معجزہ کے ذریعے پوری کر دیتا تو ان کو سحر ہی نہیں بلکہ سحر مبین (نظر کا کھلا دھوکا) قرار دیتے تھے۔ چنانچہ مائدہ (آیت ۱۱۰، صف:۶) میں عیسیٰؑ کے معجزوں کو سورہ یونس (آیت:۷۶، نمل آیت:۱۳) میں موسیٰؑ کے معجزوں کو سورہ انعام آیت ۷ میں قرآن کو اور ھود (آیت: ۷) میں (السباء:۴۳، صٰفٰت آیت: ۱۵، احقاف آیت:۷) میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت کی ابدی زندگی کی باتوں کو سحر مبین (نظر کا کھلا دھوکا) کہے ہیں مندرجہ بالا سے قطعی ثابت ہے کہ کافر بھی سحر کو محض نظر کا دھوکا ہی سمجھتے تھے۔ مزید تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو"اور اگر ہم ان کیلئے آسمان میں کوئی دروازہ بھی کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں چڑھ بھی جائیں تب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے"۔ (الحجر:۱۴،۱۵) اور خود قرآن میں بھی محض نظر کے دھوکا کھانے کو سحر کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو یہی تو وہ آگ ہے جس کو تم (دنیا میں) جھٹلایا کرتے تھے کیا یہ بھی نظر کا دھوکا ہے یا تم کو دکھائی نہیں دے رہا ہے۔" (طور:۱۴،۱۵)

عموماً جادو سے نفع و نقصان ہونے کے ثبوت میں جادو سے میاں بیوی میں جدائی ہونے کی بات کہی جاتی ہے جس کا ذکر بقرہ ۱۰۲ میں ہے جو حسب ذیل ہے۔ اور جو اتارا گیا دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں... وہ دونوں اس وقت تک کسی کو بھی نہیں سکھاتے جب تک کہ سیکھنے آنے والوں کو خبردار نہ کر دیتے تھے یہ کہ ہم محض آزمائش ہیں پس تم کفر مت کرو (اس کے بعد بھی) پس سیکھنے والے ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے تھے (جس کا نام) "میاں بیوی میں جدائی ڈالنے والا" تھا اور اس کے ذریعہ وہ کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اللہ کے اذن سے۔ یہ لوگ وہ سیکھتے تھے جو سراسر نقصان پہنچانے والا ہے اور کسی قسم کا بھی نفع پہنچانے والا نہیں اور اچھی طرح جانتے تھے کہ ایسا کام کرنے والے کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے اور یقیناً ان کے لئے یہ کس قدر نقصان دہ ہے جس کے پیچھے یہ اپنی جانیں کھپا رہے ہیں۔ کاش وہ اس گھاٹے کو جانتے ہوتے۔ اس آیت میں باذن اللہ کے الفاظ بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

چنانچہ باذن اللہ کے معنی حکم الٰہی کے معنی لئے جائیں تو کھلا مطلب یہ ہوگا یہ عمل کرنے والوں میں سے صرف اسی کے عمل میں اثر ہوگا (میاں بیوی میں جدائی پڑے گی جس کے عمل کو اثر کرنے کا اللہ حکم دیں گے) اس لحاظ سے سب سے بڑا عمل کرنے والا یعنی جادو میں اثر ہونے کا حکم دینے والا کون قرار پاتا ہے۔ غور کر لیا جا سکتا ہے۔

باذن اللہ کے معنی قانون الٰہی کے اگر لئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ میاں بیوی میں جدائی قانون الٰہی (طلاق، خلع، کسی کی موت) ہی سے ہو سکتی ہے اس لیے عمل عملیات سے تعویذ گنڈے سے میاں بیوی میں جدائی نہیں ڈالی جا سکتی۔ بقرہ:۱۰۲ کے ابتدائی الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی کتاب سے لاعلمی و غفلت سے کتاب پر ایمان کے دعویدار اخلاق کی اس پستی تک پہنچ جاتے ہیں جس کے بعد کوئی پستی نہیں ہے۔ اس آیت کا منشاء الٰہی یہ ہے کہ قرآن پر ایمان لانے والے قرآن سے لاعلم نہ رہیں اور نہ غفلت برتیں ورنہ ان کا بھی وہی حال ہوگا جس کو النساء آیت ۵۱ میں بیان کیا گیا ہے" کیا تو ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا اور وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں" جبت کے اصلی معنی بے حقیقت و بے اصل اور بے فائدہ چیز کے ہیں اسلام کی زبان میں جادو، کہانت، جوتشی، فال گری، ٹونے ٹوٹکے، شگون، مہورت اور تمام دوسری وہمی و خیالی باتوں کو جبت سے تعبیر کیا گیا ہے جسے

ہم اردو زبان میں اوہام کہتے ہیں (تفہیم جلد ا۔ سورہ النساء۔ نوٹ نمبر۔۸۱)

دین عقل والوں کیلئے ہے اور عقل والوں کیلئے جادو کی حقیقت سمجھنے کیلئے حسب ذیل واقعات جو قرآن میں بیان کئے گئے پیش ہیں:

(1) مقابلہ میں جادوگروں کو اپنے کرتب پہلے دکھانے کی جیسے ہی موسیٰؑ نے اجازت دی وہ اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اپنے کرتب سے اس طرح پھینکے کہ لوگوں کے نظروں کو دھوکا دیدیا اور نظروں کو بڑا دھوکا دیکر لوگوں کو ڈرا دیا (اعراف آیت:۱۱۶)

(2) جیسے ہے موسیٰؑ نے پہلے اپنے کرتب دکھانے کی جادوگروں کو اجازت دی پس جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اپنے کرتب سے اس طرح ڈالے کہ موسیٰؑ کو وہ حرکت کرتی ہوئی نظر آئیں۔ (طہٰ: آیت ۶۶)

مندرجہ بالا آیات سے قطعی ثابت ہے کہ جادوگر صرف اپنے فن، ہاتھ کی صفائی اور ذہن کی چالاکی سے اپنے کرتب کے ذریعہ لوگوں کو دھوکا دے نہ کہ منتر سے' جبکہ نظر کا دھوکا کھانے سے ذہن کا متاثر ہونا نہ صرف قانون الٰہی ہے بلکہ ہر ایک کے تجربہ ومشاہدہ میں ہے۔

دوسرا حقیقت واقعہ جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جادوگروں کے کرتب سے صرف وہی لوگ متاثر ہوتے جو ان کے کرتب کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اور جو نہیں دیکھ رہے ہوتے ان کی نظریں دھوکا نہیں کھاتیں۔

ملحوظ رہے کہ نبی کریمؐ پر جادو آپ کے سامنے نہیں کیا گیا اسلئے آپ کا جادو سے متاثر ہونے کی روایت جھوٹی قرار پاتی ہے مزید وضاحت کے لئے تفہیم القرآن جلد ۴ سورہ زخرف نوٹ نمبر ۴۴ پیش ہے ''ایک جادوگر زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک محدود رقبہ میں جو لوگ اس کے سامنے موجود ہوں ان کے ذہن پر ایسا اثر ڈالے جس سے وہ یہ محسوس کرنے لگے کہ پانی خون بن گیا ہے...... اس محدود رقبہ کے اندر بھی کوئی پانی حقیقت میں خون نہ بن جائے گا بلکہ دائرہ سے نکلتے ہی پانی کا پانی رہ جائے گا... رہی بات کہ پورے ملک میں قحط برپا ہو جائے یا تمام ملک کی نہریں اور چشمے اور کنویں خون سے بھر جائیں ...... یہ کام آج تک نہ کوئی جادوگر کر سکا ہے نہ جادو کے زور سے کبھی یہ ہوسکتا ہے ایسے جادوگر کسی بادشاہ کے پاس ہوتے تو اسے فوج رکھنے اور جنگ کی مصیبتیں جھیلنے کی کیا ضرورت تھی جادو کے زور سے وہ ساری دنیا کو مسخر کر سکتا تھا۔ بلکہ جادوگروں کے پاس یہ طاقت ہوتی تو وہ بادشاہوں کی ملازمت ہی کیوں کرتے؟ خود بادشاہ نہ بن بیٹھتے؟... اور صریحاً یہ نظر آتا ہے کہ اس (فرعون) کے نزدیک جادو جھوٹی چیز تھی جس کا الزام موسیٰؑ پر رکھ کر وہ آپ کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دیتا تھا۔

مندرجہ بالا تشریح میں ''ذہن پر ایسا اثر ڈالنے'' کی بات غیر صحیح ہے۔ کیوں کہ جادوگر اپنے جادو سے ذہن کو متاثر نہیں کر سکتا بلکہ نظر کو دھوکا دیتا ہے اور نظر دھوکا کھانے سے ذہن کا متاثر ہونا قانون الٰہی ہے۔ یہ مسلمات میں سے ہے کہ کسی بھی معاملہ میں اس کے ماہرین کی جماعت کی جماعت اپنے قول وعمل سے جس چیز کا ثبوت دیدیں تو اس کے غلط ہونے کا امکان باقی نہیں رہتا اسی لئے جادو سے نفع ونقصان پہنچنے کے عقیدہ کو جھوٹ وغلط ثابت کرنے کے لئے ماہر جادوگروں کی جماعت کے قول وعمل کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو (ا) ''اور جب جادوگروں کی (پوری جماعت) فرعون کے پاس حاضر ہوئی تو وہ فرعون سے کہنے لگے کہ اگر

ہم غالب آگئے تو ضرور ہم کو بڑا صلہ ملے گا"۔(اعراف:۱۱۳) یہی بات شعراء آیت نمبر ۴۱ میں بھی بیان ہوئی ہے۔

یہ واقعہ اسی لئے ہی تو بیان کیا گیا ہے کہ ایک جادوگر ہی نہیں بلکہ جادوگروں کی پوری جماعت بھی اپنے جادو سے خود اپنی ذات کے لئے کوئی نفع بھی حاصل نہیں کر سکتے تو بھلا وہ اپنے جادو سے دوسروں کو کیسے نفع پہنچا سکتے ہیں۔

جادو میں اگر واقعی اثر ہوتا تو وہ فرعون سے انعام کی بھیک مانگنے کی ذلت کی بجائے فرعون کے خزانہ کو اپنے جادو سے حاصل کر سکتے تھے۔ یہ ماہر جادوگر موسیٰؑ سے مقابلہ میں ہار جاتے ہیں تو بے اختیار سجدہ میں گر کر رب اللعالمین پر ایمان لانے کا اعلان کرتے ہوئے اپنے کرتب لاٹھیوں، رسیوں کے ذریعہ لوگوں کی نظروں کو دھوکا دینے کی جرم کی بخشش مانگتے ہیں جس پر فرعون جادوگروں کے ہاتھ اور پیر کو مخالف سمتوں سے کاٹنے اور بالآخر سولی دینے کا حکم دیتا ہے تو فرعون کی سزا سے یہ ماہر جادوگر اپنے جادو کے ذریعہ نہ بچ سکے بلکہ فرعون کی سزا کو برداشت کرنے کیلئے صبر کے فیضان کی رب سے التجاء کرتے ہیں۔ اعراف، ۱۲۲ تا ۱۲۶ طہ:۷۱ تا ۷۳، شعراء:۴۶ تا ۵۱)

مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہے کہ جادوگر خود اپنے جادو کے ذریعہ اپنی ذات کو نقصان سے نہیں بچا سکے تو پھر بھلا دوسروں کو اپنے جادو سے کیسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۷۷(یونس)(اور جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتے) وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۶۹ (طہٰ) (اور جادوگر کہیں بھی جاوے، کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا) مندرجہ بالا دونوں آیتوں میں لَا يُفْلِحُ سے مراد یہ ہے کہ جادوگر اپنی زندگی کی ادنیٰ ترین ضرورت بھی اپنے جادو سے پوری نہیں کر سکتا۔

جادو کی حقیقت سمجھنے کیلئے ایک اور اہم بات لفظ صَنَعُوْا (وہ بنائے یا وہ کیئے)(ھود:۱۶، رعد:۳۱) وَاصْنَعِ (ھود:۳۷)(اور بنا) يَصْنَعُوْنَ (وہ بناتے ہیں کرتے ہیں) (مائدہ:۱۴، ۶۳، نور:۳۰)۔

مندرجہ بالا لفظ صُنْعَ سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ جادوگر صرف اپنے فن (ٹرکس Tricks) ہی سے تماشائیوں کی آنکھوں کو دھوکا دیتے ہیں نہ کہ کوئی منتر جپ کر نہ کوئی پھونک مار کر۔ جادو کی حقیقت سمجھنے کے لئے دوسری اہم بات طہٰ آیت ۶۹ "مَكْرٌ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی پوشیدہ طور پر تدبیر کرنا ہے اور تدبیر کا تعلق عمل سے ہے جپنے یا پھونکنے سے نہیں۔

جادو کی حقیقت سمجھنے کے لئے تیسری اہم بات یہ ہے کہ سورہ طہٰ (آیت:۶۴) میں جادوگروں کے جادو کو "كَيْدَكُمْ" (اپنی تدبیریں کرو)(آیت:۶۰ میں کیدہ (اس کا مکر) کے الفاظ ہیں کید کا تعلق بھی عمل سے ہے جپنے یا پھونکنے سے نہیں ہے۔

نبی کریمؐ کا جادو سے متاثر ہونے کی حقیقت

نبی کریمؐ کی دعوت لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ (پیدا کرنے والا، پالنے والا، موت و حیات کا مالک، جنت و دوزخ میں ڈالنے کا اختیار رکھنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں) کائنات کی اٹل حقیقت واقعہ ہونے کی بنا پر آہستہ آہستہ لوگ اس کو قبول کر رہے تھے تو قوم کے سرداروں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے روکنے کیلئے عوام سے کہتے تھے۔ "تم ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔" (اسریٰ:۴۷، فرقان:۸) ۔اور نبی کریمؐ کو جادوزدہ (سحرزدہ) کہنے والوں کے بارے میں فیصلہ الٰہی "پس وہ گمراہ ہو گئے ہیں پس وہ راہ نہیں پا سکتے"۔(اسریٰ:۴۸، فرقان:۹)

مندرجہ بالا ارشادات الٰہی کے باوجود محض (گھڑی ہوئی) روایت کی بناء پر نبی کریمؐ کا جادو سے متاثر ہونا مانا جاتا ہے جس سے قرآن کی بات غلط قرار پاتی ہے۔

سب کا مسلمہ ہے کہ جادو سے نبی کریمؐ میں تعطل دماغ کی شکایت پیدا ہوئی لیکن سادہ لوحی سے زخمی ہونے اور بیمار ہونے کی مثال دیکر آپ کی رسالت کو جادو سے غیر متاثر ہونے کی بات کہی جاتی ہے۔ جو قطعی متضاد اور ناقابل یقین بات ہے اور نادانی کا عالم یہ ہے کہ معوذتین کا نزول نبی کریمؐ سے جادو کے اثرات دور کرنے کیلئے کہا جاتا ہے حالانکہ سب کا مسلمہ ہے کہ نبی کریمؐ پر جادو مدینہ میں کیا گیا اور معوذتین مکہ ہی میں نازل ہو چکی تھیں۔ چنانچہ نزول کے لحاظ سے (سورۃ الفلق:۲۰)ویں اور (سورۃ الناس ۲۱) ویں ہے۔

اور نبی کریمؐ کو جادو کئے جانے کا علم حالت نیند میں فرشتوں کے ذریعہ ہوا آپؐ کے سامنے جب جادو نہیں کیا گیا تو آپ جادو سے کیسے متاثر ہو سکتے ہیں۔ سب نے جادو سے نبی کریمؐ کے متاثر ہونے کی نفی محض انبیاء کی صفت ''عصمت'' ہونے کی بناء پر کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں غیر نبی (عام آدمی) جادو سے ضرور ہی متاثر ہوتا ہے جو بالکل غلط ہے کیوں کہ قرآن میں جادو سے صرف نظر کو دھوکا دینے کی بات بیان ہوئی ہے۔

دنیا کی قلیل وادنیٰ وعارضی زندگی کے معاملات میں ہر ایک عقل ہی سے کام لے کر نقصان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے لیکن دین کے معاملہ میں عقیدت سے زیادہ اور عقل سے بہت ہی کم کام لیا جاتا ہے حالانکہ ابدی زندگی کے معاملات میں دنیا سے کہیں زیادہ عقل سے کام لینا ضروری ہے ورنہ ابدی گھاٹے سے بچنا ممکن ہی نہیں۔

نبی کریمؐ پر جادو دنیا ہی میں کیا گیا ہے اس سے ثابت ہے کہ جادو کا تعلق صرف دنیوی زندگی سے ہے اس لئے راقم الحروف کو جادو سے نقصان پہنچا کر اپنے عقیدہ کی صحت کا ثبوت دیجئے۔ راقم الحروف عاصی کو جب جادو سے نقصان نہیں پہنچا سکتے تو نبی کریمؐ کا جادو سے متاثر ہونے کی بات کس قدر جھوٹ وغلط ہے غور کیا جا سکتا ہے۔

اس سے قطعی ثابت ہے کہ جادو سے یا عمل عملیات تعویذ ودم سے جسمانی یا مالی نفع ونقصان پہنچنے کی تمام باتیں قطعی غلط وجھوٹ ہیں کیوں کہ یہ شیطان کی پیدا کردہ محض وہم ہی وہم ہیں جن میں مبتلا کر کے بنی آدم کو مستحق دوزخ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

دوسرے دار العمل و دار الاسباب میں اسباب اختیار کئے بغیر اور ان پر عمل کئے بغیر نفع ونقصان پہنچنے کی بات قطعی غلط وجھوٹ ہے جادو کے محض وہم ہونے کو شہنشاہ جادوگر مسٹر پی سی سرکار جونیر نے بھی بیان کیا ہے جس کو روزنامہ خون ناب مورخہ ۲۵/ جون ۱۹۷۹ء روزنامہ منصف، مورخہ ۲۰/ جون ۱۹۷۹ء روزنامہ سیاست۔ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۷۹ء اور ہفتہ روزہ نشیمن مورخہ ۲۱/ ڈسمبر ۱۹۸۶ء شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''میں بار بار اس چیز کو دہراتا آیا ہوں اور لوگوں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ مجھ میں کوئی مافوق البشری طاقت نہیں ہے میرا فن سائنس، آرٹ اور نفسیات پر مبنی ہوتا ہے۔ میں چند ٹیکنیکی صلاحیتوں کا سہارا لے کر عوام کو بیوقوف نہیں بناتا ہوں بلکہ میرا مقصد تماشائیوں کے لئے بہترین تفریح فراہم کرنا ہے میں عوام کو توہمات کے چنگل سے آزاد کروانا چاہتا ہوں''۔

جادو تعویذ عمل عملیات سفلی ہوں یا علوی، عبادتی ہوں

یا ساحرانہ ان کو محض زبان، الفاظ اور ناموں کی بناء پر ایک کو جائز دوسرے کو ناجائز قرار دینا نری سادہ لوحی ہے کیونکہ ان سب میں ایک ہی تصور عقیدہ کار فرما ہے کہ یہ چیزیں اللہ کے مقرر کردہ مادّی نظام اسباب کے خلاف و متوازی بلا مادّی و ظاہری اسباب و ذرائع کے بھی پوشیدہ، غیبی غیر محسوس طور پر اثر کرتی ہیں۔

اس لئے اللہ کے رسولؐ نے اتمائم شرک (ابوداود) (ہر قسم کی تعویذ شرک ہے) فرمایا ہے جس سے آیت الکرسی یا قرآن کی تعویذ بھی شرک قرار پاتی ہے۔ کیوں کہ اس سے بندے کا تعلق اس کے رب سے کٹ جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ بندہ و رب کے راست تعلق میں کمزوری یا خرابی پیدا کرنے والی ہر چیز غلط و جھوٹ ہے چاہے وہ معوذتین کا دم ہی کیوں نہ ہو اور فال کھلوانے اور فال کی باتوں کو صحیح سمجھنے والوں کا تعلق قرآن سے کٹ جانے کی بات اللہ کے رسولؐ نے فرمائی ہے (ابوداود) اور اللہ کے رسولؐ نے تعویذ، جھاڑ پھونک اور داغ لینے سے بچنے والوں کو بلا حساب جنت میں داخل کئے جانے کی بشارت دی ہے۔ (بخاری)

آج تک کوئی ایسا جادو یا دم یا کڑا یا چھلہ یا دھاگہ یا گنڈہ یا تعویذ دریافت نہ ہو سکا جس سے بلا مادّی و ظاہری اسباب کے جان و مال، گھروں، بنکوں کی حفاظت ہو سکے یا بغیر کھائے پیئے کے پیٹ بھر جایا کرے۔

بھانامتی سے بنک میں نوٹ اور ملز میں کپڑے نہیں جل سکتے شہنشاہ جادوگر بغیر ٹکٹ کے اپنا شو نہیں بتاتے اور اپنی بیماری کا علاج اپنے جادو یا عمل عملیات سے کرنے کی بجائے حکیم یا ڈاکٹر ہی سے کرواتے ہیں کوئی بھی قفل کی بجائے جادو یا آیۃ الکرسی یا کوئی اور تعویذ یا دم سے کام نہیں لیتا تاریخ انسانی گواہ ہے کہ کوئی جادوگر اپنے جادو سے یا کوئی عامل اپنے عملیات سے کبھی بھی نہ بادشاہ بن سکا نہ کوئی ملک کا صدر نہ کوئی الیکشن ہی جیت سکا اور نہ کوئی اپنے موکلوں کے ذریعہ بنک کے نوٹ حاصل کر سکا نہ کسی ملز کے کپڑے کے تھان؟

الغرض شیطان نے اللہ تعالی ہی کے بلا شرکت غیرے تنہا و اکیلے تمام مخلوقات کے پروردگار حاجت روا اور مشکل کشا و داتا ہونے کی حقیقت کے خلاف جھوٹے و غلط عقائد پھیلایا اور آج بھی پھیلائے جا رہا ہے جس کے خلاف قرآن کے ذریعہ کوشش کرنا ہر اس شخص پر فرض ہے جو اللہ تعالی کو الٰہ واحد مانتا ہے چنانچہ فرمایا گیا اللہ کو رب ماننے اور اس پر قائم رہنے کی کوششیں کرنے والوں کو خوف اور غم سے محفوظ ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ (احقاف ۱۳)

چور و ڈاکو تو صرف جان و مال کو نقصان پہنچاتے ہیں لیکن قبروں درگاہوں، آستانوں، چھلوں اور آثار سے فیض و برکت حاصل ہونے کی باتیں پھیلانے والے فال کھولنے اور حاضرات لگانے والے تعویذ و دم عمل عملیات کرنے والے چھلے و نقوش بیچنے والے عوام کو ابدی گھاٹے میں مبتلا کر رہے ہیں حالانکہ ابدی گھاٹے میں مبتلا کرنا صرف شیطان ہی کا کام ہے۔

ملحوظ رہے کہ دنیا کے ہر گھاٹے کی تلافی کسی نہ کسی طرح کر لی جا سکتی ہے اور موت تو قطعی طور پر اس کی تلافی کر دیتی ہے لیکن ابدی گھاٹے کی تلافی ناممکن ہے اور ابدی گھاٹے سے بچنے کی کوشش موت سے پہلے دنیا ہی میں کرنا ہے اس لئے رب سے دعا کرتے ہوئے قرآن، سنّت رسولؐ اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے کی کوشش کی جائے کیوں کہ ایسی کوشش کئے بغیر ابدی گھاٹے سے بچنا ناممکن ہے اللہ تعالی سے التجاء ہے کہ ہم سب کو قرآن کی روشنی میں عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرما آمین ثم آمین۔

ڈاکٹر محمد نصر اللہ ندوی۔استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء،لکھنؤ

پیام عید

عیدرب کائنات کا ایک حسین تحفہ ہے، یہ خوشی ومسرت کا زریں موقع ہے،اس دن لوگ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں، گلے شکوے دور کرتے ہیں،اور باہمی الفت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں، دل کی کدورت دور ہوتی ہے،اورنفرت کے کانٹوں کی جگہ اخوت ومحبت کے پھول کھلتے ہیں، رشتہ دار،اعزہ واقارب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، پرانی تلخیوں کو بھلا کرایک دوسرے سے شیروشکر ہو جاتے ہیں،اتحادواتفاق کا ایسادل آویز اور دل کش منظر کسی اور دن نظرنہیں آتا، یہ محض رحمت الٰہی اور نعمت خداوندی کا مظہر ہے،یقیناً وہی رب ہے، جو دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے،اور الفت ویکجہتی کے احساسات سے دلوں کو سرشار کر دیتا ہے، یہ وہ نعمت ہے، جو دنیا کی خطیر رقم خرچ کرنے کے بعد بھی نہیں حاصل کی جاسکتی ہے،لیکن پاک ہے وہ پروردگار، جس نے بندوں پر اپنی نعمتیں عام کررکھی ہیں،اور جو ہروقت اپنے بندوں پر رحمت وبرکت کی بارش کرتا رہتا ہے،خوش نصیب ہیں وہ لوگ جونعمت الٰہی کی دل وجان سے قدر کرتے ہیں،اور اس کی عطاو بخشش سے اپنے دامن مراد کو مالا مال کرتے ہیں۔

عید کا دن دراصل تشکر وامتنان کے اظہار کا دن ہے،شکراس بات کا اللہ نے رمضان جیسا عظیم الشان مہینہ عطا کیا،اس مہینہ کے اختتام پر روزہ داروں کو مغفرت کا پروانہ عطا کیا جاتا ہے،اور جہنم سے معافی کا اعلان عام ہوتا ہے،یقیناً ایک مؤمن کیلئے اس سے بڑااور کیا تحفہ ہوسکتا ہے کہ،جب وہ عیدگاہ سے لوٹے تواس کے ہاتھوں میں جنت کا پروانہ ہو،اوراس کا رب اس سے راضی ہو،بخشش کے اسی احساس کے ساتھ جب وہ لوٹ کر گھر میں داخل ہوتا ہے، تواس کے چہرہ پرمسرت وشادمانی کی لکیریں ہوتی ہیں،اور اس کے دل میں جذبات کا ایک طوفان ہوتا ہے،جس کو بیاں کرنے کیلئے اظہار وتعبیر کے تمام اسباب و وسائل ناکافی ہیں۔

شکر وامتنان کا تقاضہ ہے کہ ہم یہ عہدو پیمان کریں کہ،رمضان سے جوسبق ملا ہے، پوری زندگی ہم اس کو یاد رکھیں گے،تقوی کواپنا شعار بنائیں گے،خوف خدا کے سایہ میں زندگی گزاریں گے،نمازاور دیگر فرائض کی پابندی کریں گے،محرمات سے بچیں گے،سچائی،ایمانداری،عدل پروری، کرم گستری اور اقربا پروری کی روش اپنائیں گے، جھوٹ،فریب،خیانت اورغیبت جیسی مذموم صفات سے دور رہیں گے،اجتماعی مفاد کوانفرادی مفاد پر ترجیح دیں گے،اور ملت میں اتحادواتفاق قائم کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

عید کا دن عالم گیر بھائی چارہ کا احساس زندہ کرتا ہے، یہ ایک ہی ساتھ (رمضان کیا ختتام پر) پورے عالم میں آتا ہے،اور ہر طرف اسلامی اخوت کی فضا قائم کردیتا ہے،اسلام کا حکم ہے کہ عید کی خوشیوں میں

دوسرے بھائیوں کو بھی شریک کیا جائے، اور اصحاب حیثیت نادار لوگوں کا خیال رکھیں، تاکہ خوشی کے اس موقع پر ہر گھر میں مسرت کے دیئے جلیں، ہر یتیم کے چہرہ پر مسکراہٹ ہو اور ہر بے سہارا کے دل میں خوشی کا احساس ہو۔

رمضان کے اختتام پر ہر سال عید آتی ہے، جو اپنے دامن میں خوشی ومسرت کا پیغام لیکر آتی ہے، اس بار عید ایک ایسے موقع پر آئی ہے، جب ہر طرف رنج والم اور ظلم وستم کی داستان بکھری ہوئی ہے، رمضان سے پہلے حجاب کا مسئلہ چھیڑا گیا، پھر اذان پر حملہ کیا گیا اور پھر مسجدوں کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی، 10 اپریل کو رام نومی کے جلوس میں نفرت وعداوت کے شعلوں کو ہوا دی گئی، سات ریاستوں میں فساد کی آگ بھڑک اٹھی، ابھی اس کے شعلے بجھنے بھی نہ پائے تھے کہ، 16 اپریل کو ہنومان جینتی کی چنگاری سے دلی دھواں دھواں ہوگئی، تلواروں اور طمنچوں سے لیس زعفرانی غنڈوں نے مسجد پر بھگوا جھنڈا لہرانے کی کوشش کی، جب مسلمانوں نے مسجد کے تقدس کو پامال ہوتے ہوئے دیکھا، تو دفاع میں آگئے، مسلمانوں کے تیور دیکھ کر کرائے کے غنڈے بھاگ کھڑے ہوئے، یہ ہزیمت ان کی سرپرستی کرنے والی دلی پولیس کو راس نہیں آئی، اس نے کاروائی کے نام پر یک طرفہ مسلمانوں پر کریک ڈاؤن کیا اور جب اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی تو بلڈوزر کا سہارا لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کمزور اور غریب مسلمانوں کے گھروں کو زمیں بوس کر دیا گیا، سپریم کورٹ نے بروقت اس میں دخل دیا، تاہم سرکار نے اس کو بھی نظر انداز کر دیا، جب ظالم کی نیت بگڑتی ہے، تو کوئی دلیل اور حجت کام نہیں آتی ہے، حالیہ دنوں میں بلڈوزر سرکاری دہشت گردی کی ایک علامت بن چکا ہے، جس نے عدل وانصاف کے تقاضوں کو اپنے پاؤں سے کچل دیا ہے۔

مدھیہ پردیش کے کھرگون میں یہی ہوا، جہاں یومیہ کام کرنے والے مزدوروں، لاچار اور بے کس مسلمانوں کے گھروں کو بلڈوزر نے تہس نہس کر دیا، اب ان کے پاس سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ہے، مسلمانوں کی مظلومیت کی یہ نئی تصویر ہے، جو اس سے پہلے دیکھنے کو نہیں ملی، پہلے ناحق ان کو گرفتار کیا جاتا ہے، پھر ان کے آشیانہ کو زمیں دوز کر دیا جاتا ہے اور ان کے اہل خانہ نیز بچوں کو در در کی ٹھوکریں کھانے کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے، اس طرح ان پر دوہری مار پڑتی ہے اور ان کی زندگی تباہی کے دلدل میں پھنس جاتی ہے!!

عید کا موقع ان کیلئے بھی ہے، برکت کے مہینہ میں دست سخاوت دراز کیجئے اور لٹے پٹے مظلوموں کے گھر والوں اور ان کی بچوں کی خبر گیری کیجئے، یہ آپ کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ دلی پر دوسال کے اندر سرکار کا دوسرا قہر ہے، ابھی کل کی بات ہے، جب این آرسی کے خلاف احتجاج کرنے والے لوگ سرکاری ظلم وستم کا شکار بنے تھے، شاہین باغ اور جامعہ ملیہ کے احتجاج میں جو لوگ پیش پیش تھے، وہ ابھی تک سلاخوں کے پیچھے ہیں، ان کے شب وروز زنداں میں گزر رہے ہیں، ان کے بچے یتیمی کی کیفیت سے دوچار ہیں، کوئی ان کا پرسان حال نہیں، عید ان کیلئے بھی ہے، عید کی خوشیوں میں ان کو شریک کرنا آپ کی شرعی ذمہ داری ہے، اللہ آپ کے اجر کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

انصار احمد معروفی ۔ پورہ معروف مئو (اتر پردیش)

عید کی ہلچل

دنیا میں ایک چاند کی ہلچل ہے اس قدر
کیا بات ہے کہ دل ہوا بیکل ہے اس قدر

چاند ہوگیا، چاند ہوگیا، بچوں کی اس آواز میں وہ کون سا جادو چھپا ہوا ہے کہ چھوٹے تو چھوٹے، بڑے اور بزرگ حضرات بھی اس آواز کی نغمگی اور کشش سے اتنے مسحور ہو جاتے ہیں کہ پل بھر کے لیے وہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور پھر کچھ لمحہ سنبھلنے کے بعد مسکراتے ہوئے چاند دیکھنے کی دعا پڑھنی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر چہ ہر جگہ عید منانے کے انداز الگ الگ ہوتے ہیں، مگر قدر مشترک کے طور پر روزے کی تکمیل پر عید کی خوشیاں ہی اصلا کارفرما ہوتی ہیں۔ عید کا چاند دیکھنے کے بعد ماحول ہی بدل جاتا ہے، عید کی خوشیوں کا مزا تو کل صبح کو ملنے والا ہوتا ہے، مگر عید کے استقبال میں رات ہی سے پکنے والی عیدی ڈشوں کی خوشبوؤں سے پورا محلّہ معطر ہو جاتا ہے، بچوں کی طرف سے گلی کوچوں میں لگنے والی کاغذی خوبصورت رنگین جھنڈیوں سے گلیوں کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے، جگہ جگہ استقبالی گیٹ اور اس پر لکھے گئے عید مبارک سے جہاں بڑوں کو ایک روحانی سکون اور مزا حاصل ہوتا ہے وہیں بچوں کو ان دلچسپ کاموں میں لگنے اور اپنے ہاتھوں بڑھ بڑھ کر سارا کام کرنے کا اپنا الگ ہی لطف ہوتا ہے۔ گھروں میں بچیاں اگر اپنے ہاتھ پاؤں کو مہندی کے خوبصورت ڈیزائنوں سے مزین کرنے میں مشغول رہتی ہیں تو بچے باہر نکل کر اپنے دوستوں کے ساتھ گلی کوچوں کو رنگین اور پرکشش بنانے میں مصروف رہتے ہیں، ہر عمر کی بات اور مشغولیت جدا ہوتی ہے، اگر گھر کے ذمہ دار عید کے دن پکائے جانے والی اشیا اور مختلف قسم کے گوشت کے حصول کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں تو عورتیں عید کے دن کے لیے گھر والوں اور مہمانوں کے استقبال اور اکرام کی خاطر سوئیاں اور شاہی ٹکڑے بنانے میں دلچسپی رکھتی ہیں، غرض چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہوں یا عورتیں، عید کا چاند دیکھ کر عید کو اچھی طرح گذارنے کے لیے بیکل رہتی ہیں، عشا کے بعد ہی سے منہ کے ذائقے کو دوبالا کرنے کے لیے کہیں چٹ پٹے پکوڑے تلے جا رہے ہیں تو کہیں خوشبودار سوئیوں سے منہ میٹھا کیا جا رہا ہے، کہیں شامی کباب بھنے جا رہے ہیں تو کہیں چکن فرائی تیار کی جا رہی ہے، ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اسی عید کے لیے دن گنے جا رہے تھے، اور رمضان کے آخری عشرے سے تیاریاں جاری تھیں، رات گزرتی گئی، مگر کام ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے، بچوں کو کسی طرح ڈانٹ ڈپٹ کر سلا دیا گیا، صبح جلدی اٹھنے کے تقاضے سے وہ سو گئے، مگر بڑوں کو کیسے نیند آئے؟ یہی رات تو اللہ تعالی کی طرف سے انعام کی تقسیم کی رات ہے، یہ رات بھی عبادت اور قرب خداوندی کی رات ہے، مگر صبح کو جلدی اٹھنا بھی مسنون ہے، اللہ جانے عورتوں میں خدمت کا

جذبہ اللہ تعالیٰ نے کتنا بھر دیا ہے کہ سب سے آخر میں سونے کے باوجود صبح کو سب سے پہلے اٹھ کر کام دھام میں مشغول ہوجاتی ہیں اور پھر سب کو جگانے بھی لگتی ہیں، آج بچے بس ایک آواز میں جاگ گئے، اٹھ کر بیٹھ گئے، باہر جا کر معائنہ کر کے مطمئن ہوئے کہ جھنڈیاں سلامت ہیں اور ہوا کے جھونکوں سے جھوم رہی ہیں اور گویا مترنم آواز میں حمد الٰہی میں مشغول ہیں، آج گھر کا نقشہ اور ماحول ہی بدلا ہوا ہے، سب نہانے اور تیاری میں مصروف ہیں، مسجد بھی جلدی پہنچنا ہے، عید کیسے منانا ہے؟ نماز عید کی کیا ترکیب ہے؟ وہ بھی امام صاحب سے سنی ہے، بچوں کو ہر ایک سے عیدی بھی وصول کرنی ہے، آج مسلمانوں کے لیے خوشی کا سب سے بڑا دن آیا ہوا ہے، آج کا دن انعام ملنے اور تکمیل روزہ پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کا دن ہے، نماز فجر کے بعد سب وقت کی رعایت سے اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ہیں کہ باہر سے کسی فقیر کی صدا آئی اور صدقہ فطر نکالنے کے لیے ذمہ داران نے خوشی سے فقیر کی جھولی میں روپئے ڈال دیے، آج کے دن خوشیاں منانے میں سب شریک ہیں، کسی کی غربت اور تنگ دستی آج خوشیاں منانے میں رکاوٹ نہیں بننے والی ہے، اللہ نے اپنے فضل وکرم سے مالداروں کے ذریعے فقیروں کو بھی خوشیوں میں شامل کر کے انھیں بھی خوشیاں منانے کی توفیق عطا فرمادی ہے۔ ان کے بچے بھی اپنے آپ کو کسی امیرزادے سے کم نہیں سمجھتے، صبح کی نماز کے بعد سے عید کی رونق نظر آنے لگی، وقت گزرنے کے ساتھ اس میں خوشگوار اضافہ ہوتا چلا گیا، آج سارے بچے بوڑھے مرد وعورت اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، بندے خالق کائنات کی میزبانی پر خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مہمانی پر خوش ہے، رمضان کے برخلاف آج والدین نماز فجر کے بعد پسندیدہ چیزیں کھانے میں مصروف ہوگئے، بچے تو دن میں کھاتے پیتے تھے ہی آج وہ بھی والدین کے ساتھ خورد ونوش میں مشغول ہیں، والدین نے بچوں کو بتایا کہ سارے مسلمان اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اس لیے آج کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا، کیوں کہ روزہ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی دعوت سے انکار لازم آئے گا۔

گھر کے اندر کپڑے بدلنے اور نئے نئے خوشنما لباس پہننے کی ہلچل مچی ہوئی ہے، سب اپنی اپنی پسندیدہ چیزوں کی تلاش میں محو ہیں، جب کہ باہر عیدی لباس پہن کر بچوں کے شور وغوغا کی آوازیں گونج رہی ہیں، جس سے گھر میں بچے اپنا لباس زیب تن کر کے باہر نکلنے کے لیے اتاولے ہوئے جا رہے ہیں، ہنستے مسکراتے بچوں کی ٹولیوں اور خوبصورت بچیوں کی سہیلیوں اور ان کے بجتے زیوروں سے گلی اور محلے عید کے رنگ میں رنگ چکے ہیں، عیدی وصول کرنے کے لیے بچے اپنے بڑوں کے درپے ہوئے ہیں اور ان کی جیبیں خالی کرنے پر تل گئے ہیں، کوئی مہنگائی کا بہانہ کر کے پیسے اینٹھ رہا ہے، کوئی کہہ رہا ہے اب میں پہلے سے بڑا ہوگیا ہوں، اب مجھے اتنی عیدی چاہیے، کوئی کہہ رہی ہے میں سب سے چھوٹی اور چہیتی ہوں، مجھے سب سے زیادہ عیدی ملنی چاہیے۔ ماں باپ کو بچوں کی یہ معصومانہ ضدیں کتنی پیاری لگتی ہیں اور بچوں کی ضد اور شرارت کے آگے محبت وشفقت میں ان کی مرادیں پوری کر کے وہ کتنی خوشی محسوس کرتے ہیں، بچوں کے

ہاتھ پر دس بیس روپے رکھنے سے ان معصوموں کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور خوشی سے ان کے گلاب سے چہرے مزید کھل جاتے اور چمکنے لگتے ہیں۔

شام کو عید کے چاند نے عید کی نوید سنائی اور صبح کو سورج کی پہلی کرن نے عید ہونے کا اعلان کر دیا، عید کے دن کے آفتاب نے یہ اطلاع دی کہ آج کا دن بچوں اور بڑوں کے لیے عام دن کی طرح نہیں ہے، آج ٹھٹ کے ٹھٹ بارگاہ خداوندی میں دوگانہ ادا کرنے کے لیے لوگ نکلیں گے اور جوق در جوق شکرانے کی دو رکعت پڑھنے کے لئے کھلے آسمان کے نیچے ایک جگہ جمع ہوکر عطئ خداوندی سے لطف اندوز ہوں گے۔

یہ دن کوئی عام دن نہیں ہے، آج ہمیشہ کے برخلاف صبح سات بجے سارے مسلمان خوبصورت لباسوں میں ملبوس ہوکر اللہ کی بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے نکلے ہیں، بچوں کے زرق برق لباس کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے آسمان سے ننھی منی پریاں زمین پر اتر آئی ہیں، اور چمکتے موتیوں کی طرح فرش پر بکھر گئی ہیں، مردوں کے خوبصورت اور سفید لباسوں کو دیکھ کر گمان ہوتا ہے جیسے معصوم فرشتوں کی جماعتیں آسمان سے زمین پر نزول فرما ہیں، اور جگمگ جگمگ کر رہی ہیں، ایک امام کے پیچھے لمبی قطار بنا کر اس طرح چل رہی ہیں جیسے ان کو موتیوں کی طرح کسی لڑی میں پرو دیا گیا ہو، بچے اور بڑے سب کی زبانوں پر اللہ اکبر اللہ اکبر کی دلنواز بھینی بھینی صدائیں جاری ہیں، کتنا تقدس ان کے چہروں سے ٹپکا پڑ رہا ہے، عام جلوسوں اور دیگر مذہبی قافلوں کی طرح نہ ڈھول باجے ہیں نہ نشے میں دھت نوجوانوں کی الٹی سیدھی حرکتیں ہیں، نہ لہراتی تلواریں اور بھالے ہیں نہ دلخراش نعرے اور دھمکیاں ہیں، یہ تو گویا فرشتوں اور معصوموں کے روح پرور قافلے ہیں جو سر جھکائے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے نام کی رٹ لگاتے ہوئے جارہے ہیں، ان کو قابو میں کرنے کے لیے نہ تو منتظمین کی ضرورت ہے نہ ان کی رہبری کے واسطے کسی قائد کی حاجت۔ سب کے سب اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ایک میدان میں پہنچ رہے ہیں کہ نہ جانے ہماری نیکیاں اللہ تعالیٰ کے یہاں قبولیت کے لائق ہیں بھی یا نہیں؟ بچے اس بات پر انگشت بدنداں ہیں کہ آج دوگانہ کی صورت میں یہ کیسی اضافی نماز ادا کی جارہی ہے؟ جس کی ترکیب کچھ نامانوس بھی لگتی ہے، جس میں جمعہ کے برخلاف خطبہ بھی بعد میں دیا جارہا ہے، اور واپسی میں لوگ راستہ بدل کر گھر کو آرہے ہیں۔ یہ کیسی مسجد یعنی عیدگاہ ہے جہاں سال میں دوبارہی نماز ادا کی جاتی ہے؟ باقی ایام میں بالکل غیر آباد رہتی ہے، آج نماز کے بعد بچے بچوں سے گلے مل رہے ہیں اور بڑے حضرات بڑوں سے معانقے میں مصروف ہوکر ایک دوسرے کو عید مبارک عید مبارک کہتے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر یہی تو عید ہے، اس میدان میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو گواہ بنا کر روزہ داروں کی گناہوں کو معاف کر دیا ہے، اس اعزاز پر آسمان میں فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں، اور زمین پر مومنین اپنی سعادت پر مسرور ہوکر ایک دوسرے کا منہ میٹھا کر رہے ہیں جب کہ بچے عیدگاہ سے اظہار خوشی میں کھلونے، غبارے، اور رنگین چشمے خرید کر ہنستے کودتے واپس آرہے ہیں، اللہ اکبر۔

ڈاکٹر ولاء جمال العسیلی ۔ایسوسیٹ پروفیسر اردو شعبہ عین شمس یونیورسٹی، قاہرہ۔مصر

عظمیٰ

آفس میں کام کرنے سے فارغ ہونے کے بعد دونوں اپنی پسندیدہ رومانوی ریستوراں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایاز نے عظمی کو دیکھتے ہی گہری سانس لی، اس کے ہونٹوں کو گھورتے ہوئے اپنا تھوک نگلا، عظمی کو گلے لگانے اور اسے اپنے دل کے قریب محسوس کرنے کی شدید خواہش محسوس کی۔ ایاز نے عظمی سے کہا" عظمی! میں تمہاری ہتھیلی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے اپنے ہاتھ دکھا سکو گی"؟ مگر ایاز نے عظمی کا جواب انتظار نہیں کیا اور عظمی کے نازک ہاتھ کو اپنی انگلیوں کے درمیان تھام لیا، جسے اس نے نہ پہلے کبھی چھوا تھا نہ کبھی اس سے ہاتھ ملایا تھا۔ عظمی نے اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو پانے کی کوشش کی، اپنے جسم میں پھیلنے والی کپکپی کے خلاف جدوجہد کی اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچنے کی کوشش کر کے کہا" ایاز! پلیز میرا ہاتھ چھوڑو۔" ایاز نے عظمی کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈال کر دیکھا، اس کے شرمانے اور کمزور اعتراض کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت دھیمی پیارے سے لہجے میں کہا" عظمی! میرے پاس بہت سی کہانیاں ہیں جو میں تم کو سنانا چاہتا ہوں پھر عظمی کی ہتھیلی کو دیکھ کے کہا: اس خوبصورت نرم ہتھیلی پر ابھی اپنے دل کی دوات سے میں تمہارے لئے ایک نظم لکھنا چاہتا ہوں۔۔ نظم کا عنوان ہے" میری جان" عظمی نے شرماتے ہوئے ایاز کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور کہا کہ" مجھے تم سے بات کرنا اچھا لگتا ہے حالانکہ میرے پاس کبھی کبھی کہنے کو زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ تم سے بات کرنے سے میرے دل کی ہر پریشانی ٹھیک ہو جاتی ہے، مجھے تمہارے سوا کسی سے بات کرنے کی خوشی محسوس نہیں ہوتی۔ میں تم کو سننے اور تم سے بات کرنے کی عادی ہو گئی ہوں۔ اگر تم میرے دل پر اپنی گفتگو کا عکس دیکھ سکتے ہوتے تو تم ہر وقت مجھ سے بات کرتے رہتے۔" ایاز خوش ہو کر بولا:"اور تم سے گفتگو کرنا ہزار بادلوں کو گلے لگانے جیسا ہے۔ تم سے بات کرنا دنیا کا دوسرا خوبصورت احساس ہے۔ پتہ ہے عظمی! پہلا کیا ہے؟" عظمی نے بے ساختہ پوچھا:"پہلا کیا ہے؟۔"

ایاز نے عظمی کی بڑی اور خوبصورت آنکھوں میں جھانک کے کہا: پہلا تمہاری آنکھوں میں جھانکنا۔" عظمی نے شرما کر اپنا چہرہ جھکا لیا۔ لیکن ایاز نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھ کے چہرے کو اٹھایا اور کہا" جان! میری طرف دیکھو۔۔۔ جب تم چپ ہو جاتی ہو تو میں تمہاری آنکھوں میں وہ گفتگو پڑھ سکتا ہوں جسے تم اپنی زبان سے بیان کرنے سے قاصر ہو! تمہاری تمام گفتگو خوبصورت ہے، چاہے وہ صرف سانس ہی کیوں نہ ہو۔ عظمی جان! تم اپنے دل میں معصومیت رکھتی ہو، میں صرف تم سے بات کر کے اپنے اندر امید اور زندگی کی محبت کا بیج بوتا ہوں۔ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تم کو کھونا نہیں چاہتا۔ ابھی جی چاہتا ہے کہ میں تیری آنکھوں کو ایک بار چوموں اور تمہارے سینے پر سر رکھ کر سو جاؤں"۔ عظمی نے ایاز کی جذباتی باتوں کا کوئی

جواب نہیں دیا۔ وہ شرم سے مسلسل سر جھکائے تھی، پھر اس نے محسوس کیا کہ ایاز اس کے بالوں کو سہلا رہا ہے۔ اس نے جلدی سے ایاز کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جھٹکے ہوئے کہا" ایاز! بند کرو یہ حرکتیں! تم کیا کر رہے ہو؟"

ایاز اسے دیکھ کر مسکرایا اور ہاتھ جھٹکنے کی پروا کئے بغیر اس نے عظمیٰ کی کشیدہ پیشانی پر ہلکا سا بوسہ ثبت کر دیا۔

عظمیٰ دھیمی آواز میں بولی:"ایاز۔۔۔"۔ ایاز اپنا نام سرگوشی کے انداز میں سن کر پاگل ہو گیا اور پھر اپنی انگلیوں کو عظمیٰ کے نرم بالوں میں آزادی کے ساتھ پھیرنے لگا۔ عظمیٰ ایاز کی بانہوں میں گرنے لگی اور مکمل طور پر پگھل گئی، پھر ایاز نے اپنا چہرہ اس کے بالوں میں چھپا لیا۔

ایاز اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا، ہانپتے ہوئے بولا:" عظمیٰ! مجھے ... مجھے۔۔۔ تم سے بے حد پیار ہے جان۔۔۔ عظمیٰ۔۔۔ عظمیٰ" جب ایاز کی نیند ٹوٹی تو وہ عظمیٰ عظمیٰ ہی بڑبڑا رہا تھا۔ اس کا پورا جسم پسینہ پسینہ تھا۔ اس نے ارد گرد نگاہ ڈالی تو اس کی بیوی نظر آئی جو اس کی بغل میں گہری نیند سوئی تھی۔ آنکھیں کھلیں تو ایاز کی سمجھ میں آیا کہ وہ صرف ایک خواب اور فقط ایک خواب تھا۔ ایاز نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔ اس مسلسل خواب کے بارے میں سوچنے لگا جو ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح چاروں طرف سے اس کو بھسم کر رہی تھی اور اس کو جلا رہی تھی۔ وہ سوچتا رہا کہ یہ خواب کیوں بار بار اسے دکھائی دیتا ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے دل میں عظمیٰ کے لئے تڑپ تیز ہو گئی؟ وہ یہ بھی سوچنے لگا کہ شادی شدہ ہونے کے بعد بھی کیا وہ عظمیٰ سے پوری زندگی اس قدر شدت سے محبت کرتا رہے گا؟ وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس فرصت نہیں ہے، ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے اسے صرف کام پر دھیان دینا ہے۔ اس کے پاس عشق کرنے لئے وقت ہی کہاں ہے؟ پھر کیوں وہ عظمیٰ کی محبت میں گرفتار ہوتا جا رہا ہے؟ اصل میں عظمیٰ اور ایاز گھروں کی تزئین کاری interior designing کرنے والے ایک آفس میں کام کرتے تھے اور کام کاج کے دوران ہی دونوں کو ایک دوسرے سے پیار ہو گیا۔ خاص بات یہ ہے کہ عظمیٰ نے بذات خود ایاز سے پہلے اظہار محبت کیا تھا اور پھر ایاز بھی اس کو اپنی روح کا ساتھی سمجھنے لگا، یہاں تک کہ عظمیٰ سے ملاقات کے بعد اسے ہر چیز عظمیٰ کی طرح لگنے لگی تھی۔ اسے اپنی زندگی میں اب تک عظمیٰ کا جیسا کوئی پاک دل نہیں ملا تھا۔ عظمیٰ کی شخصیت میں معصومیت بھی تھی شرارت بھی، بے ساختگی بھی تھی اور چنچل پن بھی، وہ ضدی بھی تھی نرم دل بھی اور پرکشش ایسی کہ دیکھنے والوں کے ہوش گم ہو جائیں۔

بستر پر لیٹے لیٹے ایاز کو وہ رات یاد آ گئی، جب عظمیٰ نے اس کو کال کر کے روتے ہوئے کہا" ایاز! میری مدد کرو، اچانک مما بے ہوش ہو گئیں۔۔۔ اتنی رات ہے اور میں گھر میں اکیلی ہوں۔۔۔ میرے والد ایک کاروباری دورے پر ہیں .. مجھے معلوم نہیں کہ کیا کروں۔"

ایاز کو اچھی طرح سے یاد تھا کہ وہ ایک پل کی تاخیر کئے بغیر عظمیٰ کے گھر پہنچ گیا تھا اور اس کی ماں کو ہسپتال لے گیا تھا۔ دو دن تک وہ عظمیٰ اور اس کی ماں کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ وہ رات آئی جس کی ایاز کو توقع نہیں تھی۔ اس رات عظمیٰ کے والد سفر سے واپس آئے تھے، جیسے ہی وہ ہسپتال پہنچے اور ایاز کو اپنی بیٹی کے ساتھ انھوں نے دیکھا تو ان کو لگا کہ یہ نوجوان ان کی بیٹی سے پیار کرتا ہے۔ عظمیٰ کے باپ نے ایاز کو ایک

کونے میں بلا کے اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس کی عدم موجودگی میں اور مشکل وقت کے دوران اس کی بیوی اور بیٹی کو سنبھالا۔ پھر ایاز سے پوچھا: "بیٹے! تم کیا کام کرتے ہو؟"

ایاز نے جواب دیا" جی، میں عظمی کے ساتھ ہی interior designing کے آفس میں کام کرتا ہوں۔" "اچھا! اور عظمی سے پیار کرتے ہو بھی، ہے نا۔" عظمی کے والد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ پسینے سے شرابو ایاز نے جواب دیا: "جی سر اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند بھی ہوں"۔ "اچھا! تو بتاؤ تم کتنا کماتے ہو"؟ عظمی کے والد نے دریافت کیا" ایاز نے ہلکے سے کہا" سر! تیس ہزار روپئے"

بس تیس ہزار؟ اتنی کم تنخواہ؟ اس کے علاوہ بھی کیا تمہاری آمدنی کا کوئی ذریعہ ہے؟ عظمی کے والد نے پوچھا جی نہیں سر! یہ میری کل آمدنی ہے، میں اسی آمدنی سے اپنی خاندان کی کفالت کرتا ہوں"۔

"بیٹے! کیا تم کو لگتا ہے کہ کیا اتنی قلیل آمدنی میں میری بیٹی کے ساتھ زندگی گزار سکو گے؟ عظمی ابھی تک اعلی معیار کی زندگی گزارتی رہی ہے اور تم اتنی کم آمدنی سے یقینی طو پر اس کی ضروریات زندگی پوری نہیں کر سکو گے!!! تیس ہزار روپئے تو عظمی کا میک اپ اور ڈریس کا خرچہ ہے۔"

ایاز نے جواب میں اپنا سر جھکا لیا، جواب میں اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ عظمی کا باپ بولتا رہا "دیکھو بیٹے! اگر تم عظمی سے شادی کرو تو تم اس کے ساتھ ظلم کرو گے کیونکہ تم اسے خوش نہیں رکھ سکیں گے۔ اگر تم واقعی اس سے محبت کرتے ہو تو تم اسے کسی اور سے شادی کرنے دو جو اسے خوش رکھ سکے، اسے مناسب معیار زندگی فراہم کر سکے، اور میری نظر میں ایک ایسا لڑکا موجود ہے۔ وہ میرے ایک دوست کا بیٹا ہے جو ڈنمارک میں رہتا ہے۔ اس نے مجھ سے سفر میں ملاقات کی اور عظمی کا ہاتھ مانگا اور میں نے اپنی رضامندی بھی ظاہر کی"۔

ایاز نے آنسو بھری آنکھوں کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے عظمی کے باپ سے کہا" جی سر! آپ درست کہہ رہے ہیں"۔ پھر وہ چپ چاپ اٹھا اور باہر نکلنے لگا۔

عظمی نے اپنے والد سے گفتگو ختم کرنے کے بعد ایاز کو جاتے ہوئے دیکھا تو اس کے پیچھے دوڑی۔ اس کے اداس چہرے اور آنسو بھری آنکھوں کو دیکھا تو اسے روک کے پوچھا" کیا ہوا؟ تم اس طرح جا کیوں رہے ہو؟ بابا نے تم سے کیا کہہ دیا"؟

ایاز اشکوں سے چھلکتی آنکھیں پوچھتے ہوئے بولا" عظمی! انہوں نے بتایا کہ تمہاری شادی طئے ہوگئی ہے، میں تمہاری خوشگوار اور مسرت بھری زندگی کی دعا کرتا ہوں۔ میں اس قابل نہیں کہ تمہیں خوش رکھ سکوں"۔

عظمی نے ایاز کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور آنسو بھری آنکھوں اور رندھی ہوئی آواز میں بولی: "ایاز! ایسا مت کہنا! میں تمہارے بنا جی نہیں سکوں گی"۔ ایاز نے عظمی کی بات سن کر جیب سے رومال نکالا اور عظمی کو آنسو پوچھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا" اداس ہونے کی ضرورت نہیں وقت ہر رنج کو ہر دکھ کو مٹا دیتا ہے۔ خدا ہمارے اس دکھ کو بھی مٹا دے گا"۔

یہ کہہ کر اس نے عظمی کے ہاتھ سے اپنا رومال لیا اور آگے بڑھ گیا۔ اس دن کے بعد سے ایاز سسکتے سسکتے اس رات کے ہر لمحے کو یاد کرتا ہے، وہ رات جو اس کی زندگی کی بدترین رات تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس رات عظمی بھی اس قدر روئی تھی کہ اس کی پوری طرح سرخ ہوگئی تھیں۔ پانچ سال قبل

اس رات کے بعد سے آج تک ایاز کو بھی ایک پل آرام نہیں ملا تھا مگر اپنے درد کے بارے میں کبھی وہ کسی کو بتا نہیں سکا۔
نیند سے بیدار ہوتے ہی ایاز کام پر جانے کی تیاری کرنے کے لئے بستر سے اٹھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ خواب سارا دن اس کی آنکھوں کے سامنے گھومتا رہے گا پھر بھی کام پر جانا تو اس کی مجبوری تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ عظمی کو کبھی بھول نہیں پائے گا، عظمی نے اسے اتنا پیار دیا تھا کہ بھولنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ بھولنے کی کوشش کرنا بھی فضول تھا کیونکہ اس کے دل کی ہر دھڑکن سے عظمی عظمی کی آواز بلند ہوتی تھی۔ کام کی مصروفیت کے دوران اور راتوں کے ہجوم میں بھی اس کی نظر کے سامنے عظمی کا چہرہ ابھرتا رہتا تھا۔ وہ رات کو بھی اس کے خوابوں کو سجاتی، اس کی آواز کانوں میں رس گھولتی اور اس کی کھلکھلاتی ہنسی ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اس کی یادوں سے مسلسل ٹکراتی رہتی تھی، ایاز جانتا تھا کہ وہ کچھ بھی کر لے عظمی کی یادیں اس کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتیں۔
بے خوابی اور تھکن سے چور ایاز نے آفس پہنچ کر سوچا کہ کیوں نہ ایک بار عظمی کی آواز سن لوں۔ اسے احساس محرومی اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا اور ایک کمی کا کرب روح کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ اس کی خواہش تھی ایک بار عظمی کی آواز سن کر ذہن پر چھایا ہوا درد کا غبار چھاٹ دے اور دل کو کھا رہے درد سے کچھ پل کے لئے نجات پا لے۔ اس کا دل کہتا تھا کہ عظمی کو گلے لگانے کی آرزو بھلے ہی پوری نہ ہو کم سے کم اس کی آواز سن کر دل کی اداس وادیوں میں سکون کے کچھ رنگ بھرے جائیں۔ اس نے جیب سے موبائل نکالا اور عظمی کا نمبر ڈائل کیا۔ ادھر سے آواز آئی "ہیلو! کون"؟

سردار سلیم ۔حیدرآباد

تمھیں یہ حق ہے

تمھیں یہ حق ہے مٹا دو نام و نشان میرا
تمھیں یہ حق ہے کہ لوٹ لو تم جہان میرا
تمھیں یہ حق ہے کہ تم مرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو
تمھیں یہ حق ہے کہ تم گرا دو مکان میرا
تمھیں یہ حق ہے کہ تم ہڑپ لو زمین میری
تمھیں یہ حق ہے کہ چھین لو آسمان میرا
تمھیں بتاؤ مجھے میں کیا پہنوں کیا نہ پہنوں
تمھیں یہ حق ہے کہ طے کرو کھان پان میرا
تمھیں یہ حق ہے کہ کاٹ لو تم زبان میری
تمھیں پریشان کر نہ ڈالے بیان میرا
میں کیا بتاؤں تمھیں کہ تم تو نئے نئے ہو
کہ ہو رہا ہے ازل سے ہی امتحان میرا
گلا جو میرا دبائے اس کو گلے لگاؤں
یہی سکھاتا ہے دوستو مجھکو گیان میرا
میں پار اتروں گا ناؤ اپنی جلا کے اک دن
کہ تم نہ بھٹکا سکو گے ہرگز بھی دھیان میرا
سلیم مجھکو نہ خوف کوئی نہ رنج کوئی
کہ میرا پروردگار ہے پاسبان میرا

محمد زاهد اقبال (پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر) شعبہ ترجمہ۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد

مشینی ترجمہ کے لیے اردو کارپس کی تیاری کے طریقۂ کار

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اطلاعاتی ٹکنالوجی نے مختلف شعبوں میں ایسی حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کردی ہیں اور طرح طرح کے سائنسی ایجادات اور انکشافات وجود میں آئی ہیں کہ انسانی عقل عالم حیرت کے سمندر میں غوطہ زنی کرنے پر مجبور ہوجاتی ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں ان ترقیات نے اس قدر اثر ڈالا ہے کہ جہاں کسی کام کے لیے گھنٹوں لگتے تھے اب وہ سکنڈوں میں ہوجاتا ہے، جس کام کے لیے دور دور تک سفر کرنا پڑتا تھا اب گھر بیٹھے ہوجاتا ہے۔ دراصل ٹکنالوجی کے آمد کے بعد مشینوں کو اس حد تک تربیت دی گئی کہ وہ انسان کی طرح کسی بھی کام کو انجام دینے لگیں اسی لیے اب لوگ اپنی تمام ضروریات خود سے کرنے کے بجائے مشینوں سے کرانے لگے ہیں۔ مشینی ترجمہ بھی ان ہی میں سے ایک ہے جہاں انگلیوں کی ذراسی جنبش سے ایک زبان میں موجود معلومات یا متن کو دوسری زبان میں پلک جھپکتے ہی منتقل کیا جاتا ہے۔

مشینی ترجمہ کی تعریف:

پروفیسر خالد مبشر الظفر کے مطابق ''مشینی ترجمہ دراصل اللہ کے جانب سے انسانوں کو عطا کردہ صلاحیت کی نقل ہے جہاں ایک انسانی دماغ کی جگہ ایک مصنوعی دماغ، احکامات کی جگہ سوفٹ ویر اور انسانی اعضا کی جگہ ہارڈویر ترجمہ کا کام انجام دیتے ہیں''۔(1)

ہچنس کے مطابق ''اب مشینی ترجمہ کا مطلب وہ کمپیوٹرز ہیں جو انسانی مدد کے بغیر ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کا کام انجام دیتے ہیں''(2)

آرنلڈ بلکان کے مطابق ''ایک کمپیوٹر پروگرام یا ایک مشین کے ذریعہ ایک زبان کے جسے اصل زبان کہا جاتا ہے متن کو دوسری زبان جسے ہدفی زبان کہا جاتا ہے، میں ڈھالنا مشینی ترجمہ ہے''۔(3)

مشینی ترجمہ دور حاضر کی ترقیوں سے استفادہ کی موثر مثال ہے جس میں مواد کو ایک زبان (اصل زبان) سے دوسری زبان (ہدفی زبان) میں منتقلی کے لیے انسان کے بجائے مشین ترجمہ کا کردار ادا کرتی ہے۔ ابتدا میں یہ مشین مینول (Manual) یا دستی مشین تھی لیکن الکٹرانکس کی ترقی کی بناء پر ان مشینوں کے معیار میں اور ان کے ذریعے انجام پانے والے کاموں کی رفتار دونوں میں زبردست تبدیلیاں ہوئیں اور وہ اس وجہ سے کہ اس مشین کی فہم اور یادداشت میں کارپس کی شکل میں وہ تمام باتیں ڈال دی جاتی ہیں جو ایک انسانی دماغ کے اندر ممکن العمل ہیں، مثلاً کسی مخصوص زبان کے حروف۔ اشارات، الفاظ، محاورے، استعمال کے ماحول کے ساتھ الفاظ کے مفہوم کی تبدیلیاں، مخصوص اصطلاحات، صرف ونحو کے ضابطے اور قاعدے، لسانی باریکیاں اور لسانی اصول، ادبی نزاکتیں، الفاظ اور اصطلاحات کے ہم پہلو مفاہیم، صوتی تبدیلیاں، املا کے اصول وغیرہ۔ اور جب یہ مشین مکمل طور پر تیار ہوجائے تو پھر

اس میں ہدفی زبان سے متعلق بھی درج بالا تمام ضروری باتوں کو کارپس کی ہی شکل میں ڈالا جاتا ہے اس کے بعد آٹومیٹک تبدیلیے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جو یا تو کوئی آلہ ہارڈ ویر یا پھر کوئی پرگرام (سوفٹ ویر) ہوتا ہے اور اصل زبان کے متن کو اس مشین کے حوالے کیا جاتا ہے تاکہ وہ حسب حکم اپنا کام انجام دے اور پھر حسب منشا اور دستیاب سہولیات کو استعمال کرتے ہوئے متن کو دوسری مطلوب زبان میں حاصل کرلیا جاتا ہے۔(4)

کارپس کی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق کارپس مشین کے لیے قابل مطالعہ (ریڈایبل) وہ متن ہوتا ہے ، جس کو لسانیاتی تحقیقات کے لیے اکٹھا کیا گیا ہو۔ کارپس یہ لفظ واحد ہے اور اس کی جمع کارپورہ ہے۔

کارپس کی مختلف لغات میں مختلف تعریفات کی گئی ہیں ان تمام کو یکجا کر کے یوں کہا جاسکتا ہے کہ کارپس دراصل لینگویج ٹکنالوجی کے میدان کی سب سے اہم اور بنیادی شئے ہے۔ یہ ایک ایسا ذخیرہ ہوتا ہے جو کمپیوٹر پر استعمال ہونے والے مواد پر مشتمل ہوتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ انفارمیشن ٹکنالوجی کے میدان میں کسی زبان سے متعلق تعلیم و تحقیق کا ذخیرہ ہوتا ہے؛ جو کسی زبان کے تمام تر نحوی صرفی قواعد وغیرہ کے اعتبار سے درست ہوتا ہے اور اپنے صارفین کو اس لفظ یا جملے کے بارے مختلف النوع معلومات دریافت کرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے خواہ وہ معلومات لسانیات کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتی ہوں۔ عصر حاضر میں کارپس کسی زبان کی بقا اور اس کی تحفظ کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لیے تخلیقی، تحقیقی و تعلیمی استفادے کا ضامن ہوتا ہے، کارپس کسی زبان کے محققین کے لیے ہمہ جہت تحقیق کے راستے ہموار کرتا ہے اور کسی بھی زبان سے متعلق کسی اصول و قواعد کا ایک حوالہ بھی اپنے پاس رکھتا ہے۔

اس وقت انٹرنیٹ میں جتنے بھی بروزرس یعنی سرچ انجن استعمال ہوتے ہیں ان کے ذریعہ کوئی بھی چیز تلاش کی جاتی ہے وہ کسی کارپس کے تعاون سے ہی تلاش کی جاتی ہے کیونکہ مشین جسے سمجھ پاتی (ریڈ کرتی) ہے وہ تمام کارپس کی ہی شکل میں داخل (فیڈ) کیا جاتا ہے اور اسے اس طرح تربیت دی جاتی ہے کہ کسی بھی سرچ انجن کے ذریعے تلاش کیا جاسکے۔

مشینی ترجمہ کے لیے کارپس:

کارپس کی کئی اقسام ہیں۔ ہر مضمون کا الگ الگ کارپس بنایا جاسکتا ہے اور کئی مضامین کو شامل کر کے بھی ایک کارپس بنایا جاسکتا ہے۔ عموماً کارپس مضمون کے مقابلے زبان پر مبنی یعنی کہ ایک زبان کے الفاظ کی وضاحت پر مبنی کارپس زیادہ ہوتے ہیں۔ جس کارپس کے اندر متن کے ذخائر کسی خاص مضمون یا میدان سے تعلق نہ رکھتے ہوں بلکہ ہمہ جہت مضامین کے تمام الفاظ پر مشتمل خالص اسی زبان سے اس کا واسطہ ہو تو ایسے کارپس کو عام کارپس کہتے ہیں بنیادی طور پر کارپس دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تحریری دوسرا تقریری۔ تحریری کارپس کے اندر کسی زبان کی تمام معلومات تحریری شکل میں ہوتی ہیں اور تقریری کارپس کس زبان کی تمام معلومات ریکارڈنگ صوتی شکل میں موجود ہوتی ہے جسے مشین کے ذریعے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ الگ الگ مقاصد کے اعتبار سے ان کی الگ الگ قسمیں ہوتی ہیں جو یا تو یک لسانی ہونگی یا ہمہ لسانی۔ مشینی ترجمہ کے لیے ایک زبان

کی معلومات کے ساتھ دوسری زبان کی مناسب جوڑیاں تیار کی جاتی ہیں یعنی کہ ہمہ لسانی کارپس ہوتا ہے جسے متوازی یا ترجمہ شدہ کارپس کہتے ہیں۔

ترجمہ شدہ کارپس:

مشینی ترجمہ میں متوازی یا ترجمہ شدہ کارپس ہی داخل کیا جاتا ہے۔اس کے اندر کسی زبان کے متن اس طور پر داخل کیے جاتے ہیں کہ اس کے اندر تمام متون کو دوسرے زبان میں اس کے ترجمے کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ترجمے لفظ کی بنیاد پر بھی ہو سکتے ہیں کہ اس متن کے اندر استعمال لفظ کا متبادل لفظ بھی داخل کر دیا جائے، اور پورے جملے کو بھی ترجمہ کر کے داخل کیا جاسکتا ہے، مثلاً اردو کے متون کے ساتھ اس کا ترجمہ انگریزی، فارسی، عربی اور ہندی یا متعلقہ زبان بھی شامل کیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی لفظ تلاش کریں تو اس کا متبادل کسی دوسری زبان میں بھی موجود ہو۔ جس کارپس میں ایک زبان کے الفاظ و جملوں کو دوسری زبان کے مناسب الفاظ و جملوں کے ساتھ پوری لسانی قواعد کے ساتھ جوڑیاں تیار کی جاتی ہیں وہ مشینی ترجمے میں بہتر ترجمہ فراہم کرتا ہے۔

حافظ صفوان لکھتے ہیں کہ "یہ جوڑیاں یا ترجمے لفظ کی بنیاد پر بھی ہو سکتے ہیں یعنی کہ اس متن کے اندر استعمال لفظ کا متبادل لفظ بھی داخل کر دیا جائے، اور پورے جملے کو بھی ترجمہ کر کے داخل کیا جاسکتا ہے۔ ایسے کارپس مشینی ترجمہ کے لیے نہایت ہی مفید ہوتے ہیں اور مشینی ترجمہ کے دوران ایسے ہی کارپس کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ ذخیرۂ معلومات یا معلومات کی اساس جن دو زبانوں کی ہو، مشینی ترجمہ کا یہ طریقہ ان دونوں زبانوں میں ایک دوسرے کا متن ترجمہ کرنے کی یکساں صلاحیت رکھتا ہے"۔(5)

اردو کارپس کی تیاری:

اردو چونکہ ابھی ٹکنالوجی کے میدان میں اپنے ابتدائی مرحلے سے گزر رہی ہے اس لیے اس زبان میں وہ تمام چیزیں یا سہولتیں نہیں پیدا کی جاسکی ہیں جتنی دیگر زبانوں کے لیے علمی، تحقیقی و تخلیقی امور کو انجام دینے کے لیے طرح طرح کے پروگرام وغیرہ موجود ہیں۔ تاہم اردو میں کوششیں جاری ہیں اور ہندو پاک کے ماہرین اس پر ہمہ تن مصروف ہیں کہ اردو زبان کو ٹکنالوجی سے کس طرح ہم آہنگ کیا جاسکے، اور اس کے لیے مختلف پروجکٹس کے تحت اس پر کام جاری ہے۔ اردو کارپس ان ہی میں سے ایک ہے جس کو سب سے پہلے مقتدرہ قومی زبان میں تیاری کرنے کی کوشش کی گئی، ہندوستان میں TDIL کے تحت اردو کارپس کی تیاری کی جارہی ہے اور کئی کارپس ایسے تیار کیے جاچکے ہیں جن میں اردو زبان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اردو کارپس کی تیاری سے متعلق حافظ صفوان اور دیگر ماہرین کے خیالات کا مطالعہ کرنے سے کچھ امور کے طرف رہنمائی ملتی ہے جو کارپس کی تیاری کے لیے مفید ہیں۔

سب سے پہلے کارپس کی تیاری کے لیے ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ کارپس کس مقصد کیلیے تیار کیا جارہا ہے چونکہ مقصد کے تعین کے بعد ہی کسی میدان کے متون کو مطلوبہ مقصد کے لیے معیاری اور غیر معیاری کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک عام کارپس کی تیاری کی بات ہے تو اس کے لیے اس زبان میں موجود لفظ کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ کسی بھی میدان سے تعلق رکھتا ہو ایسے کارپس میں زبان سے متعلق معلومات درکار ہوتی ہیں۔ اگر کسی خاص میدان کے لیے تیار کیا جارہا ہے تو اس کے لیے اسی میدان سے متعلق

ذخائر کو شامل کرنا ضروری ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اردو کارپس کے لیے پہلے ان میدانوں کا انتخاب کرنا ضروری ہے جہاں سے باآسانی اور معیاری ذخائر دستیاب ہو سکتے ہوں اور کارپس کے لیے قابل استعمال ہوں اس اعتبار سے دیکھا جائے تو کئی ایسے میدان ہیں جہاں سے اردو متون حاصل کیے جاسکتے ہیں جو معیاری بھی ہو تے ہیں اور غیر معیاری شکل میں بھی ہوں تو تھوڑی محنت کے بعد اسے بھی معیاری بنایا جاسکتا ہے۔یادرہے کچھ ایسے میدان ہیں جہاں سے آسانی سے ذخیرے دستیاب ہو سکتے ہیں ان میں کچھ ذخیروں کو استعمال کرنے کے لیے اجازت ضروری ہے۔جبکہ کچھ کو بغیر اجازت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن کسی بھی ذخیرے کو اجازت کے بعد ہی استعمال کرنا بہتر ہے۔

اردو کارپس کی تیاری کے لیے جن میدانوں کے ذخیرے کو جمع کر سکتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :

1. خبروں کے ذخیرہ
2. وکی پیڈیا دستاویزات کے ذخیرہ
3. مخصوص میدان کے ذخیرہ
4. اردو کی غیر برقی کتب

خبروں کے ذخیرہ (کارپورہ)

اگر ہم مشینی ترجمہ کے لیے کارپس کی تیاری کر رہے ہیں تو اس کے لیے آن لائن اخبارات کے ذخائر قابل استفادہ ہیں۔مشینی ترجمہ کے لیے کارپس کی تیاری عموماً اسی سے کی جاتی ہے اور اس کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے۔اس کے اندر وہ تمام اخبارات شامل ہیں جو آن لائن یونی کوڈ میں شائع ہوتے ہیں۔

کاشف ریاض اور دارا بکر لکھتے ہیں کہ:" آج کل اردو کارپس کے لیے مواد کو جمع کرنے کے لیے انٹرنیٹ ویب پر بی بی سی اردو جو کہ پہلے سے ہی یونی کوڈ میں ہوتا ہے اس کے مضامین کو جمع کرنا آسان ہوتا ہے"(6)

کچھ مخصوص اردو نیوز سائٹس جہاں کھلے اردو کارپس موجود ہیں:

بی بی سی اردو ڈاٹ کام، وائس آف امریکہ نیوز ڈاٹ کام، جنگ ڈاٹ کام، اخبار ساؤتھ ایشیاء وغیرہ کے علاوہ بہت سارے اردو اخبارات آن لائن یونی کوڈ شکل میں ہیں جن کے الفاظ و متون کو کارپس کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

حافظ صفوان صاحب کے مطابق بھی کارپس کی تیاری کے ماخذ میں سے اخبارات اور رسالے کے متون قابل استعمال ہیں۔(7)

وکی پیڈیا دستاویزات کے ذخیرہ:

وکی پیڈیا تحریر کا ایک ایسا سمندر ہے جہاں طرح طرح کے علوم پر بکھری ہوئی معلومات کو یکجا کیا جاتا ہے بلکہ ہر دن اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔اس کے اندر قارئین ہی تحریر کرتے ہیں، لاتعداد افراد ہر گھنٹے بے شمار ترامیم کرتے رہتے ہیں۔اس کی ایک بڑی خصوصیت جو کہ کارپس کے لیے نہایت ہی مفید ہے کہ اس میں نامناسب اور بیہودہ باتوں کو فوراً حذف کر دیا جاتا ہے۔کارپس کے لیے ماہرین کا کہنا ہے اس میں معیاری الفاظ کو داخل کیا جائے ،اگر کارپس کے لیے وکی پیڈیا کے متون کو جمع کرنا چاہیں تو وکی پیڈیا کے اندر یہ سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے کہ اگر کوئی مضامین معیاری ہو تو اسے منتخب مقالہ کا درجہ دے کر ہوم پیج کی زینت بناتی ہے۔یہ کارپس کے لیے آسانی ہوگی کہ ان مواد کو براہ راست لے لیا جائے اس کے علاوہ وکی پیڈیا کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جب ہم دیگر جگہ سے مواد لیتے ہیں تو اس میں ابہام و شبہ ہوتا ہے لیکن وکی پیڈیا میں کسی متن پر کوئی ابہام یا اس سے

متعلق کسی طرح کا شک وشبہ کی گنجائش کم رہتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر جو مضامین تحریر کیے جاتے ہیں اس میں اگر مضمون نگار سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو قاری کو اس کی تصحیح کی اجازت ہوتی ہے اور یہ شاید ہی ہو کہ مضمون نگار سے بھی غلطی ہو اور دیگر قارئین بھی اس کی نشاندہی نہ کریں، نیز اس کے اندر اصل متن کے مالک یعنی کے مضمون نگار سے براہ راست کسی سوالات کی گنجائش ہوتی ہے جبکہ دیگر جگہوں میں اس طرح کی سہولت کم ہوتی ہے، تو اس اعتبار سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وکی پیڈیا کے متون کارپس کے لیے نہایت ہی مفید ہوں گے۔

مخصوص میدان کے ذخیرے:

مخصوص میدان سے مراد انٹرنیٹ پر بہت سے ایسے ویب صفحات موجود ہیں جس کے اندر کسی ایک مضمون سے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں یا پھر ایک میدان سے متعلق مختلف معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ جیسے بہت سے اسلامی ویب سائٹس ہیں جو اپنے مذہب کے تیئں بنیادی معلومات اور مسائل وغیرہ اپلوڈ کرتے رہتے ہیں جو روزمرہ کی زندگی کے ہر ایک پہلوؤں سے متعلق پیش آنے والے معاملات سے روشناس کرانے کی غرض سے ہوتا ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مضمون پہ ایک بڑا مواد مل جائے یا پھر مختلف مضامین کے تحت مجموعی اعتبار سے ایک کثیر تعداد میں مواد مل جائے، یا پھر مذہبی میدان کے علاوہ بہت سے ایسے ادارے ہیں جس کے تحت ہر دن ہونے والی تحقیقی وعلمی سرگرمیوں سے متعلق مشین کے لیے قابل مطالعہ شکل میں تحریر ں کو اپنے ویب صفحے پر ڈالتے ہوں۔ وغیرہ میدان سے بھی کارپس کے لیے مواد کو جمع اور اسے تدوین کیا جا سکتا ہے۔

کچھ مخصوص ویب سائٹس:

حافظ صفوان صاحب انٹرنیٹ کے متون کو بھی کارپس کے لیے قابل استعمال بتایا۔ انٹرنیٹ سے ان کی مراد مخصوص ویب صفحات ہو سکتے ہیں جہاں مشین کے لیے قابل مطالعہ شکل میں معیاری متون مل سکیں۔

انٹرنیٹ: دراصل کارپس کی تیاری کے لیے فی زمانہ سب سے آسان طریقہ مختلف سرچ انجن کی مدد سے انٹرنیٹ سے مخصوص مواد کا حصول ہے۔ کچھ مخصوص ویب سائٹس ہیں جہاں سے براہ راست مضامین یا کتب کی شکل میں کارپس کے لیے متون حاصل کیے جا سکتے ہیں ان میں طرح طرح کی علمی ادبی صحافتی اور فنی مضوعات پر مبنی ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ ان ویب صفحات میں متون مشین کے لیے قابل مطالعہ شکل میں بھی موجود ہیں جنہیں باسانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جیسے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، اردو برقی کتابیں، دیدہ ور، اردو محفل لائبریری، اردو بک لنک، کتاب گھر، اقبال سائبر لائبریری، اردو دوست، ریختہ ڈاٹ کام، ماہنامہ سمت، سہ ماہی اردو اسکالر کی دنیا، شعر وسخن، اردو ریسرچ جرنل، ماہنامہ ترجمان القرآن، ندائے شاہی، ماہنامہ رفیق منزل اور Kitaben.urduliberary.org وغیرہ۔

اردو کی غیر برقی کتب:

اردو کی غیر برقی کتب کو بھی کارپس کے ذخیرے کے لیے شامل کیے جا سکتے ہیں اگر اسے برقی شکل میں تبدیل کرنے کی کوئی صورت موجود ہو تو، ورنہ راست ٹائپ کر کے ایک معیاری ذخیرہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ دور میں کئی ایسے سافٹ ویرس منظر عام پر آ چکے ہیں جسے بصری حروف شناس OCR (اپٹیکل کیریکٹر ریکنائزر) کہا جاتا ہے، یہ سافٹ ویر لکھی ہوئی تحریروں کو اسکین کے ذریعہ قابل ترمیم وتصحیح

بناتے ہیں۔ اردو میں بھی اس طرح کا سافٹ ویر اردو نستعلیق حروف شناس کے نام سے پاکستان میں تیار کیا جاچکا ہے۔ یہ ایک ایسا خودکار نظام ہے جو اسکین کردہ صفحے سے متن اخذ کرتا ہے تاکہ اس میں ردوبدل کیا جاسکے۔ اس سافٹ ویر کے ذریعہ کتابوں اور دستاویزات میں موجود اردو تحریروں کو یونی کوڈ میں تبدیل کرکے کارپس کے لیے ایک بڑا ذخیرہ تیار کیا جاسکتا ہے۔

اردو حروف شناس آج کے دور میں کارپس کی تیاری میں سب سے زیادہ معاون و مددگار ثابت ہوسکتا ہے کیوں اردو میں تصویری ذخیرہ اس قدر موجود ہے کہ شاید ہی کسی اور دیگر ایسائی زبان میں ہو اگر اس حروف شناس سے ان ذخیروں کو یونی کوڈ میں تبدیل کرکے اس کی تصحیح وادارت کردیا جائے تو ایک بہت بڑا ڈاٹا یا ذخیرہ ہمارے پاس تیار ہو سکتا ہے جسے کارپس اور متوازی کارپس کی تیاری میں استعمال کرکے مشینی ترجمہ کو بہتر کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ :

مشینی ترجمہ جہاں بعض زبانوں کے لیے بہتر اور معیاری ترجمہ فراہم کرتا ہے وہیں اردو کے لیے ابھی ابتدائی مراحل پر ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات ترجمے مضحکہ خیز بھی ہوجاتے ہیں اور مفہوم بالکل بدل جاتا ہے۔ اردو مشینی ترجمہ کو بہتر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ متوازی کارپس تیار کیا جائے تاکہ ہر لفظ اور ہر جملے کا درست ترجمہ مشین فراہم کرسکے۔ کارپس کے لیے ماقبل میں ذکر کردہ میدانوں کے متون کو تھوڑی تصحیح وادارت کے بعد استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان میدانوں کے ذخیروں کو جمع کرنے کے بعد متوازی کارپس کے لیے اس کا متبادل لفظ یا ترجمہ تیار کرکے مشینی ترجمہ کے متعلقہ پروسیس مثلاً ٹیگنگ اور چنکنگ وغیرہ کے بعد اسے مشینی ترجمہ میں شامل کرکے اردو مشینی ترجمہ کو بہتر کیا جاسکتا ہے۔ نیز اردو کارپس کے لیے ذخیرہ کی فراہمی کا سب سے بڑا ذریعہ ہمارا اردو سرمایہ ہے جو کتابی شکل میں موجود ہے اگر ہم OCR کا استعمال کرکے ان کتابی ذخیروں کو کارپس کے لیے استعمال کرتے ہیں تو اردو زبان میں نا صرف مشینی ترجمہ کو بہتر کیا جاسکتا ہے بلکہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ میں اردو صارفین کو ہر جگہ اردو کا استعمال کرنا اور اردو سے متعلق معلومات حاصل کرنا آسان ہوگا۔ کیوں کہ اردو میں کتابی یا تصویری ذخیرہ اس قدر موجود ہے کہ شاید ہی کسی اور دیگر ایسائی زبان میں ہو اگر اس حروف شناس سے ان ذخیروں کو یونی کوڈ میں تبدیل کرکے اس کی تصحیح وادارت کردیا جائے تو یقیناً ایک بہت بڑا ڈاٹا یا ذخیرہ ہمارے پاس تیار ہوسکتا ہے جسے کارپس اور متوازی کارپس کی تیاری میں استعمال کرکے مشینی ترجمہ کو بہتر کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات :۔

(1) مشینی ترجمہ: ڈاکٹر خالد مبشر الظفر زیر طبع

An introduction to Machine Translation, W. John Hutchins & Harold(2)

Arnold Balkan, et al 1994

L.Somers, Academic Press Limited , USA(3)

(4) مشینی ترجمہ: ڈاکٹر خالد مبشر الظفر زیر طبع

(5) اردو مثال گھر (دی بینگ آف اردو) : ایک تعارف تحقیق جام شور شمارہ 16

(6) اردو اطلاعیات جلد اول ،مقتدرہ قومی زبان پاکستان

(7) اردو ڈیٹا ہاوس این انٹروڈکشن : تحقیق جام شورو، شمارہ

ایم۔ اے۔ کائنات۔ ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد

عصمت کے فکشن ادب میں عورت

اردو فکشن میں آغاز سے ہی عورتوں کے مسائل کی ترجمانی کے سعی کے نمونے تو ملتے ہیں لیکن وہ چاہے ہمارا پہلا افسانہ نگار علامہ راشد الخیری ہوں یا نظر سجاد حیدر، راشید جہاں اور پریم چند ہوں سبھی کے یہاں افسانوں میں نسوانی کردار اہم رول ادا کرتے ہیں۔ لیکن صحیح معنوں میں عورت کے جزبات کی ترجمانی کی پہلی آواز رشید جہاں کے یہاں سنائی دیتی ہے۔ لیکن ان کا افسانوی ادب بہت کلیل ہے اس لئے انہوں نے زیادہ اہمیت حاصل نہ کی۔

عصمت چغتائی ایک ایسی افسانہ نگار ہیں جو اپنے عہد کے نامور بلند پایہ معتبر افسانہ نگاروں میں منٹو، بیدی، کرشن چند، اور خواجہ احمد عباس وغیرہ کی ہم صری کرتی ہیں اور ترقی پسند فکر و نظر سے متاصر فنکاروں میں ہیں۔ جنکے خیال میں وصعت بھی ہے اور جنکی فکر میں مغربی تخطیات کی گونج بھی ہے۔

عصمت اردو کی وہ پہلی افسانہ نگار جنھوں نے نہ صرف عورتوں کے مسائل کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ بلکہ انھوں نے نفسیاتی تجزیہ نگاری سے بھی کام لیا ہے۔ کیوں کہ عصمت کی پرورش ہندوستانی معاشرے میں ہوئی تھی، اسلئے انھیں اپنے زمانے کی مسلم خاندان کی عورتوں پر سارے مسائل چاہے وہ سماجی ہو، معاشرتی ہو، معاشی ہو، نفسیاتی ہو یا جنسی ان سبھی مسائل سے انھیں گہری واقفیت ہے، اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے سببت تعلیمی محکمے میں بڑے عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے ان کے زمین میں بالیدگی اور شعور میں پختگی بھی تھی۔ اسی وجہ سے انھوں نے اپنی باتوں کو بڑی بے باکی اور صاف گوئی سے رکھا ہے کہ اکثر موقوں پر ان کے اس عمل سے ان کے اوپر عریانیت فحاشیت کا الزام بھی آیا اور مقدمے بھی چلے، اسی وجہ سے عصمت چغتائی کا فکشن ادب میں اپنا ایک اختصاص یہ کہ وہ بے باک اور بے خوف فنکار ہیں۔ اپنے اس حسن اظہاریت کے ساتھ اردو افسانوں میں انھوں نے عورت کے جزبات کی ترجمانی بڑے مضبوت قلم سے کی ہے۔

جس کے لئے انکی بڑی اہمیت عزت اور شہرت ہے۔ عورت کے تعلق سے عصمت چغتائی کو متوسط طبقہ کی گھیلو زندگی کا مشاہدہ اور تجربہ بھی تھا۔ اس لہاز سے انھیں طبقوں کے مسائل ان کے افسانے کا موضوع بنے۔ پہلی بار انھوں نے ۱۹۳۸ء میں ڈرامہ ''فسادی'' لکھا اور ماہنامہ ساقی میں شائع ہوا۔ ان کا پہلا افسانہ ''گیندا'' بھی اسی سال شائع ہوا اور یہیں سے ان کے ادبی سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کہانی کا مطالعہ کرنے پر قاری کے ذہن میں عصمت کے فقر و فن کی جو تصویر نقش ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی زمانے سے ہی عصمت کا رجحان ان عورتوں پر غالب تھا جو فرسودہ رسم رواج کے دباو میں دبی ہوئی تھیں۔ اس دور کے نظام میں عصمت نے اپنی فکری نظر ڈال کر کچھ اچھی اور کامیاب مثال قائم کی جو ہر کسی کے زمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں۔ بہر

حال یہ کہا جا سکتا ہے کہ عصمت ۱۹۳۸ء میں افسانہ کے کینوس پر نمودار ہوئیں اور بہت جلد اپنی شناخت بنالی۔

ان کا پہلا افسانوی مجموعہ ''کلیاں'' کے عنوان سے ۱۹۴۱ء میں مکتبہ اردو ادب لاہور سے شائع ہوا، جس میں ۱۳ افسانے اور چار ڈرامے شامل تھے۔ دوسرا افسانوی مجموعہ ''چوٹیں'' کے عنوان سے ۱۹۴۲ء میں ساقی بک ڈپو، دہلی سے شائع ہوا۔ اس کا پیش لفظ کرشن چندر نے لکھا تھا۔ تیسرا مجموعہ ''ایک بات'' کے عنوان سے ۱۹۴۶ء میں ساقی بک ڈپو لاہور سے شائع ہوا۔ مذکورہ دونوں مجموعوں میں ۱۳-۱۳ افسانے شامل ہیں۔ چوتھا افسانوی مجموعہ ''چوئی موئی'' کے عنوان سے ۱۹۵۲ء میں کتب پبلشرز لمیٹیڈ بمبئی سے شائع ہوا، اس میں ۹ افسانے شامل ہیں۔ پانچواں افسانوی مجموعہ ''دو ہاتھ'' کے عنوان سے جولائی ۱۹۵۵ء شائع ہوا۔ اس ۸ افسانے شامل تھے ، چھٹا افسانوی مجموعہ ''بدن کی خوشبو'' ''تھوڑی سی پاگل'' ''آدھی عورت آدھا خواب'' کے عنوان سے دیگر افسانوی مجموعے شائع ہوئے۔

عصمت بچپن سے ہی حق تلفی اور غیر مساویانہ سلوک کے خلاف تھیں، جس کے چلتے گھر سے ہی احتجاج کی آندھی اٹھی، عصمت نے اس وقت سماج میں مردوں کی برتری اور عورتوں کی کمتری کو بہت قریب سے دیکھا تھا بلکہ بہت حد تک متاثر بھی رہیں، اپنے ہی گھر میں بھائیوں کے مقابلے میں بہنوں پر کم توجہ، بھائیوں کے مقابلے زندگی کی دوسری سہولیت میں بہنوں کے تئیں نابرابری جیسے واقیات نے انھیں مساویانہ حقوق حاصل کرنے کی کوشش بھی کی جس میں انھیں کافی حد تک کامیابی بھی ملی۔ صرف گھر میں ہی نہیں عصمت نے بیرونی سطح پر بھی سماج مے عورتوں کے استحصال کا مشاہدہ کیا تھا۔

عصمت کی فکر میں سماج میں موجود عورتوں کے ساتھ ظلم و جبر کے رجحان نے گہرا اثر کیا ساتھ ہی ساتھ اس عہد کے سیاسی و سماجی زندگی کا مشاہدہ خود عصمت نے اپنی انکھوں سے کیا۔ جہاں ایک طرف پرانے سیاسی نظام کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا وہیں نئے نظام اور نئے اقدار کو پروان چڑھتے ہوئے بھی پایا۔ آزادی کی تحریک، ملک کی آزادی، تقسیم کا حول ناک واقعہ جس کے نتیجے میں ہندستان کا مسترکہ کلچر تباہ و برباد ہوگیا۔ جس کا اثر عصمت کی فکر پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ عصمت نے جب قلم اٹھایا تو اس وقت تمام تر ادیب و فنکار کسی نہ کسی صورت مے اس تحریک سے وابستہ تھے۔ عصمت چغتائی بھی اس تحریک سے وابستہ ہو گیں ۔جیسا کہ متوست مسلم خواتین کے تئیں عصمت کی ہمدردی بچپن سے ہی تھی، اور جب انھوں نے لکھنے کی شرعات کی تو ترقی پسند تحریک کو اپنی فطرت کے عین موافق پایا کیوں کہ وہ بھی بچپن سے ہی مظلوم عورتوں کی حمایت کر رہی تھیں۔

۱۹۳۲ء میں جب ''انگارے'' اشاعت ہوئی تو اس کے مطالعے نے عصمت کے خیالات ونظریات میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ عصمت بمبئی جا کر کلی طور پر شامل ہوگئیں اور آخر تک اس تحریک سے وابستہ رہیں، انھوں نے اس تحریک کے سائے تلے شاہکار افسانے لکھے۔ عصمت نے بطور خاص مسائل نسواں، آزادی نسواں، حقوق نسواں اور انکے مختلف مسائل اور خواہشات کا بیان کثرت سے کیا ہے۔ عورت ہی انکے تمام موضوعات کا مرکز و محور ہے۔ عصمت نے عورت کے حمایت میں لکھنا اپنے بڑے

بھائی عظیم بیگ چغتائی سے سیکھا ہے۔عصمت نے افسانوں میں جہاں ایک کمزور عورت کی تصویر کھینچی گئی ہے تو وہیں دوسری طرف ان کے افسانوں کی عورت طاقت ور بھی ہے۔بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عصمت کے یہاں عورت کا نمایاں روپ اس کی زبردست فعالیت ہے۔ان کے یہاں عورت کے اُستحصال اور اس پر ہونے والے ظلم کے خلاف شدید احتجاج ملتا ہے۔

عورت کے ہر رنگ انکے احساسات و جزبات، انکے نفسیات سے بحسن وخوبی واقفیت رکھنے والی عصمت واحد ایسی افسانہ نگار ہیں، جومسلۂ تانیسیت کو بڑی مضبوتی کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔عصمت کے نزدیک عورت صرف حسن عشق اور محبت ورومان کی چیز نہیں بلکہ انھوں نے اپنے افسانوں میں عورت کے مسائل انکے حقوق ان کے جزبات و نفسیات جیسے تمام مسائل کو انھوں نے ایک عورت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔عصمت کے افسانوں میں بیسویں صدی کی عورت نظر آتی ہے۔

چونکہ عصمت خود ایک عورت تھیں اور اس گھٹن زدہ ماحول اور استحصال پر مبنی معاشرے میں سانس لے رہیں تھیں لیکن انھوں نے خود کو اس معاشرے کے روایتی ماحول میں ڈھلنے نہیں دیا اور نہ ہی خود اسکا حصہ بنیں۔انھوں نے عورت کے جزبات و احساسات اور اسکی روح کی پیچیدگیوں کو موضوع بنایا ہے۔عورتوں کے مسائل رویوں کی وجہ سے عصمت کے یہاں موضوعات کی رنگارنگی کثرت سے ہے۔

معاشرے میں عصمت کو جس سطح پر تفریق، استحصال اور برائی نظر نہیں آئی اسے انھوں نے اپنی تخلیقات کا موضوع بنا کر اسکی جانب توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔قدیم زمانے سے چلی آرہی فرسودہ روایت اور بے حسی کے رویے کو ختم کرنے کی سعی کی ہے۔مظلوموں اور استحصال زدہ طبقوں کو معاشرتی جبر و طاقتور طبقوں کی من مانی، مردوں کا اپنا بنایا قانون، رسم رواج کے سامنے ڈٹ جانے اور اپنے حقوق کے لیے خود کوشش کرنے کی تحریک دی ہے۔

عصمت چغتائی کے افسانے کا انداز تیکھا اور عریاں ہے، اسلئے شرفا نے ان پر انگلی اٹھائی ہے لیکن انھیں ان باتوں کی پرواہ نہیں رہی ہے نیز ان کا تخلیقی سفر اپنے مخصوص رنگ وآہنگ میں جاری رہا ہے۔ان پر الزام ہے کہ خاتون ہونے کے باوجود وہ جنس کو اپنا موضوع بناتی ہیں اور کم وبیش جنس سے ہی متعلق لکھتی ہیں، بحثیت عصمت نے متوسط گھرانے کمسن لڑکیوں کی جنسی الجھنوں کی عکاسی نہایت بے باکی سے نڈر ہوکر کی ہے۔اس موضوع پر انکی کہانیاں بھول بھلیا، تل، گیندا، ہیرو، بیڑیاں، شادی، جال وغیرہ ہیں۔

زیل کی کہانیوں سے میری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے ''گیندا'' ایک کمسن لڈکی کے جزبات کو کتنی صفائی اور سادگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو اس کے دل میں مچلتے رہے ہیں، عصمت نے اپنے گہرے مشاہدے کے بنا پر اسے بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔نوعمری کی شرارتیں، جوانی کا الھڑ پن اور پھر زندگی کے تلخ حقائق اچانک ماحول کو کس طرح پر اثر اور عبرتناک بنادیتے ہیں، مثلا گیندا کی شادی کے بعد جلد ہی بیوہ ہوجانا اسی طرح بی بی جی میں امڑنے والی خواہشات کا مکمل نہ ہونا جیسی حقیقتیں کاری پر گہرا اثر ڈالتی ہیں یہی عصمت کا فنی کمال ہے جو اس افسانے میں اجاگر ہوا ہے۔

وہیں دوسری طرف ''بھول بھلیا'' افسانہ بچوں

کے نفسیات کو اجاگر کرتا ہے،اسکا اہم کردار صلاح الدین کئی بہنوں کے بعد پیدا ہوتا ہے۔اسی لیے گھر کے ہر فرد کا لاڈ پیار حاصل کرتا ہے۔اس کی چچازاد بہن رفیہ سے خاص لگاؤ تھا۔اس افسانے میں عصمت نے صلو اور بچوں کی بلوغت کے دور کا ذکر جس نفسیاتی ڈھنگ سے کیا ہے،اس سے ان کی فکری اور فنی صلاحیت کا پتا چلتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ وہ صحت مند معاشرے کے لیے کتنی فکر مند تھیں ۔حالانکہ آج سے نصف صدی پہلے ہمارے ملک میں ہم جنسیت کا موضوع شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ عصمت ''لحاف'' کی تخلیق واشاعت پر قانون کی زد میں آ گئیں اور مقدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔جبکہ فنی اعتبار سے یہ ادبی سہپارہ ہے جس میں عصمت نے خواتین کے جنسی مسائل کو بڑے بے باکانہ اور ہنر مندانداز میں پیش کیا ہے کہ کہیں فحش نگاری کا عکس تک نظر نہیں آتا۔لحاف عصمت چغتائی کا ایسا فسانہ ہے جس نے انھیں کافی شہرت دلائی تو ساتھ ہی انھیں بدنامی بھی ملی ۔عصمت اور افسانہ لحاف دو ایسے نام ہیں جو دنیائے ادب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔لحاف کے بارے میں عصمت اپنی آپ بیتی میں لکھتی ہیں کہ:

''لحاف سے پہلے اور لحاف کے بعد میں نے جو کچھ لکھا اس پر کسی نے غور نہیں کیا۔لحاف کا لیبل اب بھی میری ہستی سے چپکا ہوا ہے۔لحاف میری جڑ بن گیا۔میں کچھ بھی لکھوں تہوں میں دب جاتا لحاف نے مجھے بڑے جوتے کھلوائے''

اردو ادب میں یہ پہلا افسانہ ہے جس میں ایک خاتون افسانہ نگار نے بلا جھجک جنسی اور جزباتی زندگی کے احساسات کی کیفیت کا اظہار کیا ہے،ادب کے نقادوں نے ان پر فحش نگاری کا الزام لگایا اور حکومت وقت نے بھی قانونی چارہ جوئی کی لحاف میں ایسے المیے کو پیش کیا ہے بے جوڑ شادی کا نتیجہ ہے۔جس میں پختہ عمر کے نواب صاحب اپنی بیوی کے بجائے نوجوان لڑکوں سے دلگی کرتے ہیں ۔اس افسانے کے زریعے عصمت نے اس حقیقت کو پیش کیا ہے کہ جب ایک نوجوان شریف عورت ایک ظالم مرد کے پنجے میں پھنس جاتی ہے تو مختلف اقسام کے ظلم برداشت کرنے پر مجبور کی جاتی ہے۔اس افسانے میں عصمت نے بڑی صاف اور سچی بات لکھ کر عورت کو مظلومیت کی وکالت کی ہے اور بڑی جرات سے حقیقت نگاری کا ایک نیا دروازہ کھولا ہے اور کمسن لڑکیوں کی جنسی الجھنوں پر بہت ہوشیاری سے روشنی ڈالی ہے۔اس افسانے کے زریعے عورت کی بے بسی اور مرد زات کے بے جا ظلم وستم کے خلاف احتجاج کیا ہے۔جاگیردارانہ زہنیت اور عورتوں کو پیر کی جوتی سمجھنے والے سماج کے منہ پر زوردار تماچہ لگانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔جہاں تک اس کہانی کے کردار سازی،واقعہ نگاری اور منظر نگاری اور منظر نگاری کا تعلق ہے عصمت کا معیار بہت بلند ہے۔اس کہانی کا اہم پہلو واقعہ نگاری اور منظر نگاری ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔جنسی عوامل کا جس طرح تفصیل بیان اس کہانی میں آیا ہے وہی قابل اعتراض ہے اور اسے فحش کہا گیا ہے۔

ان کا ایک اہم افسانہ ''چوتھی کا جوڑا'' جس کا شمار ان کے شاہکار افسانوں میں کیا جاتا ہے۔اس افسانے میں مسلمانوں کے متوسط طبقے ایک خاص مسلئہ کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔''چوتھی کا جوڑا'' صرف کبریٰ کی شادی کا مسلئہ نہیں ہے بلکہ ایک سماج کا مسلئہ ہے،اس کہانی میں

کبرا کی ماں اور حمیدہ دو معصوم کردار ہیں، جو لال ٹول پر سفید گذی کے نشان اور گھی ٹپکتے چھوٹی چھوٹی مسرتوں سے خوش ہوسکتی ہیں، ان کے زندگی کی سب سے بڑی مسرت یہ تھی کہ کسی طرح کبریٰ کے ہاتھوں مین مہندی رچ جائے۔اس کہانی میں غم کی تصویر کشی سماج کی مظلوم قوم(عورت) کی سچی آیئنہ داری کی ہے ۔یہ کہانی ہندوستانی مسلمانوں کے ہر خاندان کی کہانی ہے۔عصمت نے اس افسانے کے زریعہ سماج کے مردہ رسوم غیر مساوی نظام کے خلاف کھلی بغاوت کی ہے۔

''چھوئی موئی'' اس افسانے میں عصمت نے لا ولد عورتوں کی بے بسی بے کسی اور پریشانی کی تصویر کشی کی ہے ۔شادی کے بعد سسرال میں اپنے پیروں کو مضبوطی سے جمائے رکھنے کے لئے عورت کی پہلی کوشش ماں بن جانے کی ہوتی ہے، عولاد کے بغیر عورت کی زندگی کا کوئی حاصل نہیں وہ سماج خاندان اور خاص کر شوہر کے لیے محضو معطل بن کر رہ جاتی ہے۔اس افسانے میں عصمت نے زندگی کی رنگینیوں سے محروم ہندوستانی معاشرے کی عورتوں کو مظلومیت اور خانگی زندگی کی ویرانی کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا ہے۔

عصمت کا نظریہ عورتوں کے مسائل کے سلسلے میں بالکل نیا اور مختلف تھا۔عصمت نے جس زمانے میں افسانہ نگاری شروع کی اس زمانے میں عام طور سے شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں پردے کی پابندیوں کے سبب گھر کی چہار دیواری میں مقید رہتی تھیں ۔افسانہ لکھنا یا شاعری کرنا آوارگی کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔عصمت نے اپنے افسانوں میں جو ماحول پیدا کیا یہ ان کا خود کا بنایا ماحول تھا۔عصمت کا یہ خیال تھا کہ:

''وہ مصور نہیں جو رنگوں سے تصویر کی اصلیت کو بدل دیں بلکہ وہ ایک فوٹوگرافر ہیں فوکس میں جس طرح آئے گا ویسا ہی تصویر میں نظر آئے گا''۔

اس طرح سے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ 'عورت' ہی ان کے تمام افسانوں کے موضوعات کا محور تھیں جو غربت کی چکی میں پستی ہوئی مجبور اور محروم نظر آتی ہے۔

احمد علی برقی اعظمی۔نئی دہلی

عید آئی بھی اور گذر بھی گئی

جس کا تھا مُنتظر خبر بھی گئی
عید آئی بھی اور گذر بھی گئی

کر کے آیا نہ وعدہ فردا
حسرتِ دید تھی جو مَر بھی گئی

وہ نظر تھی طلسمِ ہوش رُبا
حشر برپا تھا اک جدھر بھی گئی

کر کے دنیائے دل کو زیر و زَبَر
جانے کب اس میں وہ اُتر بھی گئی

نگہہِ ناز اُس کی دل پہ مرے
کام کرنا تھا جو وہ کر بھی گئی

عالمِ رنگ و بو کا دیکھ کے رنگ
خواہشِ یارِ ہمسفر بھی گئی

دیکھ کر خود وہ ہوگیا بیمار
تھی جو اُمیدِ چارہ گر بھی گئی

کچھ نہ اُس پر ہوا اثر برقیؔ
حُرمتِ اشکِ چشمِ تَر بھی گئی

ایس ۔ایم ۔عارف حسین ۔اعزازی خادم تعلیمات ۔مشیرآباد ۔حیدرآباد

''ماں'' بے شک عظیم ہوتی ہے

"ماں" کے لفظی معنی "بنیاد" یا "جڑ" کے ہیں اور ماں اس عورت کو کہا جاتا ہے جو "بچوں کو جنم" دیتی ہے۔

انسانی معاشرہ اور دنیا کے ہر مذہب میں ماں کو بہت بلند مقام دیا گیا ہے جس کی وہ حقیقی حقدار ہے ۔

زمانہ بخوبی واقف ہے بلکہ تجربہ بھی رکھتا ہے کہ جب بھی ایک انسان کسی ناگہانی تکلیف یا برے حالات سے دوچار ہوتا ہے اس کی زبان سے یک لخت اللہ یا "اماں" کا لفظ نکلتا ہے جو ایک فطری عمل ہے ۔اگر چہ کہ یہ امر معمولی نظر آتا ہے پر ایک ماں اور بچہ کے گہرہ رشتہ اور ماں کی عظمت کی کھلی گواہی دیتا ہے ۔

سامنے ماں کے جو ہوتا ہوں تو اللہ اللہ:
مجھکو محسوس یہ ہوتا ہے کہ بچہ ہوں ابھی

مذہب اسلام نے ماں کو بہت بلند مقام عطا کیا ہے جس کا عین ثبوت یہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنے کلام مجید کے "سورہ الاحقاف" میں " آدمی کو حکم دیا" کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے ۔ایک ماں حمل کے دوران بچہ کو تکلیف سے پیٹ میں اٹھائے پھرتی اور تکلیف سے جنم دیتی ہے اور تیس ماہ کے بعد دودھ چھڑانے کی زحمت کرتی ہے۔"

اللہ کے رسول صلعم نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہونے کا اعلان کیا ہے۔ مزید "رسول صلعم نے فرمایا کہ اگر میری ماں زندہ ہوتی اور میں نماز میں اللہ کے حضور کھڑا ہوتا اگر ماں مجھے آواز دیتی تب میں نماز چھوڑ کر اس کے پاس چلا جاتا اور دنیا والوں کو بتاتا کہ ماں کی عظمت کیا ہوتی ہے"

خالق حقیقی اللہ اور اس کے محبوب رسول صلعم نے ایک ماں کو جو اعلی مقام عطا کیا ہے اس کی وجوہات پر انسان غور کرے تو یقیناً بلاچوں وچرا قائل ہو جائے گا ۔

سب سے پہلی منزل جو ایک عورت کو ماں کا "اعلی مقام" دلانے میں معاون ہوتی ہے وہ "حمل کا زمانہ" ہوتا ہے جس کی ہر سانس- ایک ایک لحہ- ایک ایک گھنٹہ- ایک ایک دن- ایک ایک رات- ایک ایک ہفتہ- ایک ایک مہینہ اور مجموعی طور پر زندگی کے "نوماہ" تک مسلسل تکالیف جیسے جسم کا درد سہنا ,راتوں کی نیند کا قربان کرنا , بھوک کے وقت کھانے کا میسر نہ ہونے پر بھوک کو برداشت کرنا , دن کا سکون کھونا ,اپنوں کی خوشی وغم کے مواقع پر شرکت سے محروم رہنا ۔یہ تمام امور خاموش لفظوں میں ماں کے عظیم ہونے کی گواہی دیتے ہیں ۔ مزید یہ کہ بچہ کی پیدائیش کے وقت اسی ماں کو اپنی زندگی اور موت سے لڑنا پڑتا ہے پر وہ بڑی آسانی وخوش مزاجی سے اس کا سامنا کرتی ہے جبکہ ایسی حالت میں خدانخواستہ موت کا سامنا ہو تو شہادت کا درجہ دیا گیا ہے ۔

ایک ماں کی زندگی میں "حمل کا دور" ہی کافی اہمیت رکھتا ہے چونکہ وہ قدرت کی منشاء کے مطابق "ایک جسم کو اپنے جسم" میں پرورش کرتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اللہ تعالی انسان کو اپنی ماں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم دیتا

ہے ۔

مزید یہ کہ بچہ کو جنم دینے کے بعد بھی اس کو دودھ پلانا-ضرورت سے فارغ ہونے پر بلا کراہیت اسکو دھلوانا اور دیگر صاف صفائی کا خیال رکھنا-کسی ناگہانی چوٹ سے محفوظ رکھنے کیلئے بچہ کو اپنی گود میں اٹھائے پھرنا اور ہر دم نگرانی کرنا-موسم کے اعتبار سے بچہ کی صحت کا خیال رکھنے کے نتیجہ میں خود کی غذا میں پرہیز کرتے ہوئے غذائی لذت کو کھونا اور اپنی راتوں کی نیند کو قربان کرنا جیسے امور بھی ایک ماں کو دنیاوی انسانی رشتوں میں" اعلی مقام" کے حصول میں معاون ہوتے ہیں.

جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے اس کی بہتر تعلیم کے لیے رقم کا انتظام کرنے کے لیے ایک ماں دھوپ- چھاوں اور بارش کا خیال کیے بغیر محنت کرتی ہے اگر چہ کہ اس کی اپنی صحت و جسمانی طاقت ساتھ نہیں دیتی اور بعض وقت درندہ صفت انسانوں کی بد نظری کا تک بھی سامنا کرتی ہے.

اگر" لڑکی کی ماں" ہوتو بیٹی کی تعلیم و گھریلو تربیت کے ساتھ اس کو اچھے گھرانہ میں بیاہ کردینے کیلیے ماں اور باپ بھاری رقم کے انتظام میں کڑی محنت کے ساتھ ساتھ لاکھوں روپیوں کا قرض کی شکل میں انتظام کرتے ہیں اگر چہ کہ اس کی ادائیگی کیلئے ان کو برسوں محنت کرنا پڑتا ہے ۔

یقیناً ان ہی بالا متذکرہ کٹھن مراحل کے سامنا کرنے کے نتیجہ میں "ایک ماں کے قدموں تلے جنت" ہونے کا اعلان اور ایک باپ کے مقابلہ میں ماں کے ساتھ " تین گناہ اضافہ "ہمدردی کرنے کیلئے رسول صلعم نے تاکید کی ہے. سبحان اللہ.

جب بچے بلوغیت کو پہونچتے ہیں تب ماں باپ کو ان کی شادی کی فکر ستانے لگتی ہے ۔ خاص کر بیٹی کو بیاہ دینا فی زمانہ جوئے شیر لانے کے مماثل ہے چونکہ اول تو لڑکے والے کے ناجائز مطالبات ہیں جو بلاشبہ بھاری رقم کے قرض کے حصول کے بعد پورے کیے جاتے ہیں اس کے باوجود لڑکی کا سسرال میں گذارہ بہت کٹھن مرحلہ بن چکا ہے چونکہ بات بات پر سسرالی افراد طعنے تشنے کستے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں ایک لڑکی کی راتوں کی نیند حرام ہوجاتی ہے ۔ جب ایک بیٹی اپنی ماں کے سامنے یا فون پر سسرالی افراد کے بیجا اور ناحق دباؤ کا تذکرہ کرتی ہے تب یہی ماں اپنی بیٹی کو ہی ڈانٹتی ہے کہ سسرال کی ہر بات کو برداشت کرنا ہی زندگی ہے اگر چہ کہ یہی ماں اندرونی طور پر ان حالات کو سن کر ٹوٹ جاتی ہے اور تنہائی میں آنسوں بہا بہا کر اللہ کے حضور میں گڑگڑا کر دعا کرتی ہے کہ اے اللہ میری بیٹی کی زندگی میں ہر لحاظ سے سکون عطا کر اور ہمیشہ خوش رکھ. یہاں محسوس کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک ماں اپنی بیٹی کی تکلیف کو محسوس کرنے کے باوجود صبر کرنے کی تاکید کرتی ہے جس سے" ایک ماں کے صبر" کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جبکہ ان ہی تکالیف کے بارے جب ایک بھائی اور باپ سنتے ہیں تو آپے سے باہر ہوجاتے ہیں اور خون خرابہ کی طرف آگے بڑھتے ہیں. یہی ضبط و برداشت کی صفت بلاشبہ ایک ماں کو عظمت کی چوٹی پر پہونچاتی ہے ۔

یقیناً مذکورہ بالا تکالیف کا سہنا اور زندگی کے ہر موڑ پر اپنی اولاد کے آرام-خوشی اور دنیاوی ترقی کیلئے خود کی خوشی اور صحت کو قربان کرنے کے نتیجہ میں اللہ کے رسول صلعم نے

امت کے بیٹے و بیٹیوں کو "خوش خبری دی کہ جن کے ماں باپ ضعیفی کو پہنچ چکے ہیں اگر وہ ان کو ایک نظر دیکھیں گے تو حج کا ثواب ملے گا. اس پر ایک صحابی نے آپ صلعم سے دریافت کیا کہ کیا ہر نظر پر یہی ثواب ملے گا تب حضور صلعم نے کہا کہ بیشک ہر نظر پر اتنا ہی ثواب ملے گا. سبحان اللہ. بلا شبہ حضور صلعم کی یہ خوشخبری بھی ماں باپ کو عظمت عطا کرتی ہے.

بیحد تاسف کے ساتھ یہ انکشاف کرنا پڑ رہا ہے کہ آج کے نام نہاد "ماڈرن" اور مادہ پرست دور میں بیٹے بیٹیاں اپنے ماں باپ کو صرف دیکھ کر حج کا ثواب حاصل کرنے اور ان کی عظمت سے مستفید ہونے کی بجائے اپنے ضعیف ماں باپ کو "اولڈ ایج ہوم" میں منتقل کرنے کو لعنت سے بھرپور "جدید تہذیب" کا حصہ تصور کرتے ہوئے دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان کر رہے ہیں.

دنیا ماہ مئی کے دوسرے اتوار کو "مدرس ڈے" یا یوم ماں کے طور پر مناتی ہے. اس دن دنیا بھر کے بیٹے و بیٹیاں اپنی ماں کو مبارکبادی کے پیامات وتحفوں کی پیشکش کے ذریعہ عزت دیتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں.

اللہ سے دعا ہے کہ وہ دنیا کے تمام بیٹے و بیٹیوں کو اپنے ماں باپ کی خاص کر ضعیفی کے دور میں طبی و مالی خدمات کے ذریعہ اور اگر ماں باپ مرحوم ہیں تو ان کے حق میں مالی صدقہ اور قرآنی تلاوت کے ذریعہ دنیاوی راحت اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے.

آمین .

"یہ کامیابیاں عزت یہ نام تم (ماں باپ) سے ہے:
خدا نے جو بھی دیا مقام تم سے ہے"

عبدالمنان صمدی۔علی گڑھ

غزل

وہ شخص جو غیروں کے بھی لشکر میں نہیں تھا
پھر مل گیا کیسے جو مقدر میں نہیں تھا
اس وقت ہی سب سر کو دبانے میں لگے تھے
جس وقت کوئی درد مرے سر میں نہیں تھا
وہ دور سے لگتا تھا کہ ہمزاد مرا ہے
نزدیک سے دیکھا تو برابر میں نہیں تھا
نفرت کا ہو عادی ہو عداوت سے محبت
ایسا تو کبھی تیرے کوئی گھر میں نہیں تھا
وہ دیکھ محبت سے مجھے دیکھ رہا ہے
ایسا تو ہنر میرے ستم گر میں نہیں تھا

قاضی انصار۔کھنڈوا، مدھیہ پردیش

غزل

ہر چند بے گناہ گنہگار بھی نہیں
انصار مگر صاحب کردار بھی نہیں
عاشق مزاج ہوں مجھے انکار بھی نہیں
زلفوں کے پیچ و خم میں گرفتار بھی نہیں
نیلام ہو رہی ہے شرافت کی آبر و
بازار لگ رہے ہیں خریدار بھی نہیں
آکر کھڑا ہوا ہوں محبت مین اس جگہ
انکار بھی نہیں ہے تو اقرار بھی نہیں
ایسی ہوا چلی ہے اے انصار آج کل
دشمن ہے دور بھائی وفا دار بھی نہیں

مشہور شاعر ''ماہر القادری صاحب'' کا 44واں یومِ وفات

پورا نام: محمد منظور حسین قادری
تخلص : ماہر القادری
ولادت :30/ جولائی 1906ء بلندشہر متحدہ بھارت
وفات : 12/مئی 1978ء جدہ مملکت العربیہ سعودیہ

آج 12/مئی (1978ء) بہترین نثر نگار اور کلاسیکی طرز کے مشہور شاعر ''ماہر القادری صاحب'' کا 44 واں یومِ وفات ہے۔

نام منظور حسین وہ 30 جولائی 1906ء کو کیسر کلاں ضلع بلندشہر میں پیدا ہوئے 1926 میں علی گڑھ سے میٹرک کرنے کے بعد بجنور سے نکلنے والے مشہور اخبار 'مدینہ' سے وابستہ ہوگئے۔ 'مدینہ' کے علاوہ اور بھی کئی اخباروں اور رسالوں کی ادارت کی۔ ممبرء میں قیام کے دوران فلموں کے لئے نغمے بھی لکھے۔ تقسیم کے بعد پاکستان چلے گئے اور کراچی سے ماہنامہ 'فاران' جاری کیا جو بہت جلد اس وقت کے بہترین ادبی رسالوں میں شمار ہونے لگا۔ ماہر القادری نے تنقید، تبصرہ، سوانح، ناول کے علاوہ اور کئی نثری اصناف میں لکھا۔ ان کی نثری تحریریں اپنی شگفتگی اور رواں اسلوب بیان کی وجہ سے اب تک دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ ماہر القادری کی بیس سے زیادہ کتابیں شائع ہوئیں، کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں:

آتشِ خاموش، شیرازہ، محسوساتِ ماہر، نغمات ماہر، جذباتِ ماہر، کاروانِ حجاز، زخم ومرہم، یادِ رفتگاں، فردوس، کردا، طلسمِ حیات۔

مولانا ماہر القادری اپنے عہد کے بڑے شاعر' ادیب اور نقاد تھے۔ انہوں نے ادب میں اسلامی فکر کو فروغ دیا مولانا ماہر القادری نے رومانی' سیاسی' ملی' مذہبی اور معاشرتی موضوعات پر مختلف اصناف سخن میں بے شمار نظمیں لکھیں' مولانا ماہر القادری ہمہ جہت شخصیت کے مالک اور مقبول عام شاعر تھے ممتاز دانشور' محقق' نقاد' شاعر و ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے' وہ برموقع شعر کہنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے ماہر القادری نے ادب میں اسلامی فکر کو فروغ دیا' ان کو زبان و بیان پر قدرت حاصل تھی عصر حاضر کے نعت نگاروں میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا، مولانا ماہر القادری اردو ادب میں عقیدے اور تہذیب کا ایک معتبر نام تھے، مولانا ماہر القادری کی شاعری انسانی فطرت کی ترجمان ہے، مولانا ماہر القادری ایک درویش صفت انسان تھے قلندری ان کا شیوہ اور تعمیری ادب تخلیق کرنا ان کا مقصد زندگی تھا۔

12 مئی 1978ء کو جدہ میں ایک مشاعرے کے دوران آپ کے قلب پر شدید حملے کے باعث انتقال ہوا اور مکہ شریف میں جنت المعلی میں تدفین عمل میں آئی اللہ ان کو فردوس بریں عطا کرے اور ان کے درجات بلند

کرے آمین۔

بہترین نثر نگار اور کلاسیکی طرز کے مشہور شاعر ماہر القادری صاحب کے 44 ویں یوم وفات پر ان کا منتخب کلام قارئین کی نظر:

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سکھلائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی
سلام اس پر، ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر، ہوا مجروح جو بازار طائف میں
سلام اس پر، وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر، جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر، جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر، جو فرش خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر جو دنیا کے لئے رحمت ہی رحمت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت ہے
سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہ دی
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر، شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اس پر کہ جس کا نام لیکر اس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا، سرفروشی کے فسانے میں
سلام اس ذات پر، جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے

درود اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
درود اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اس پر کہ جس کے تذکرے ہیں پاک بازوں میں
درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر، جسے شمع شبستان ازل کہیے
درود اس ذات پر، فخرِ بنی آدم جسے کہیے
صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

کہاں میں، کہاں مدحِ ذاتِ گرامی
نہ سعدی، نہ رومی، نہ قدسی نہ جامی

پسینے پسینے ہُوا جا رہا ہوں
کہاں یہ زباں اور کہاں نامِ نامی
سلام اس شہنشاہِ ہر دو سرا پر
درود اس امامِ صفِ انبیاء پر
پیامی تو بے شک سبھی محترم ہیں
مگر اللہ اللہ خصوصی پیامی
فلک سے زمیں تک ہے جشنِ چراغاں
کہ تشریف لاتے ہیں شاہ رسولاں
خوشا جلوہ ماہتابِ مجسم
زہے آمد آفتاب تمامی
کوئی ایسا ہادی دکھادے تو جانیں
کوئی ایسا محسن بتا دے تو جانیں
کبھی دوستوں پر نظر احتسابی
کبھی دشمنوں سے بھی شیریں کلامی
اطاعت کے اقرار بھی ہر قدم پر
شفاعت کا اقرار بھی ہر نظر میں
اصولاً خطاؤں پہ تنبیہ لیکن
مزاجاً خطا کار بندوں کے حامی
یہ آنسو جو آنکھوں سے میری رواں ہیں
عطائے شہنشاہِ کون و مکاں ہیں
مجھے مل گیا جامِ صہبائے کوثر
میرے کام آئی میری تشنہ کامی
فقیروں کو کیا کام طبل و علم سے
گداؤں کو کیا فکر جاہ و حشم کی
عباؤں قباؤں کا میں کیا کروں گا
عطا ہو گیا مجھ کو تاجِ غلامی
انہیں صدقِ دل سے بلا کے تو دیکھو
ندامت کے آنسو بہا کے تو دیکھو
لیے جاؤ عقبیٰ میں نامِ محمد ﷺ
شفاعت کا ضامن ہے اسمِ گرامی

مآلِ گل کی خبر کوششِ صبا معلوم
کلی کلی کو ہے گلشن کی انتہا معلوم
ہر اک قدم رہِ الفت میں ڈگمگاتا ہے
یہ ابتدا ہے تو پھر اس کی انتہا معلوم!
تجلیات کی اک رو میں بہ چلا ہے دل
نہ آرزو کی خبر ہے نہ مدعا معلوم
چلے ہیں اُس کے طلبگار سوئے دیر و حرم
جو کوششیں ہیں یہی ہو چکا پتا معلوم
ہر ایک پھول میں دوڑی ہے انبساط کی روح
چمن میں آکے وہ کیا کہہ گئے خدا معلوم
مری حیات بھی فطرت کا اک معمّا ہے
مرے وجود کو میرا نہیں پتا معلوم
نگاہ ملتے ہی ماہر میں ہوگیا غافل
پھر اس کے بعد کو کیا کچھ ہوا، خدا معلوم

ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر ہے کامیاب
ذرّے بھی بے مثال، ستارے بھی لاجواب
اس طرح اُٹھ رہا ہے ترا گوشۂ نقاب
جلوے بھی کامیاب نگاہیں بھی کامیاب
ماتھا، نشاطِ حُسن سے کھلتا ہوا کنول
عارض فروغِ مے سے مہکتے ہوئے گلاب

میں نے پڑھا جو شعر تو وہ مسکرادیئے
اتنی ذرا سی بات میں جاتا رہا عتاب
قصداً تجلیوں کو دیا حُسن نے فروغ
دانستہ، چشمِ شوق پہ ڈالے گئے حجاب
یہ بے تکلفی، یہ نوازش، یہ ربط ضبط
گستاخ کر نہ دیں، یہ کرم ہائے بے حساب
ذوقِ نمود ہی سے عبارت ہے زندگی
موجوں پہ تیرتے ہیں اُبھرتے ہوئے حباب
میری نگاہِ شوق کی سر مستیاں نہ پوچھ!
ان کو بھی آج خوب پلا دی گئی شراب
اب زندگی کا لطف بہ عنوان درد ہے
ماہر بھی ہے حریمِ محبت میں بار یاب

ہم تو ڈبو کر کشتی کو، خود ہی پار لگائیں گے
طُوفاں سے گر بچ نکلی، ساحل سے ٹکرائیں گے
کہہ تو دیا، اُلفت میں ہم جان کے دھوکا کھائیں گے
حضرتِ ناصح! خیر تو ہے، آپ مجھے سمجھائیں گے؟
یہ تو سب سچ ہے مجھ پر آپ کرم فرمائیں گے
لیکن اتنا دھیان رہے، لوگ بہت بہکائیں گے
عشق کی نظروں سے چھپنا، کھیل نہیں، آسان نہیں
مجھ کو جلو میں پائیں گے، آپ جہاں بھی جائیں گے
چھوڑیئے اُس کی حالت پر دل کو، دل دیوانہ ہے
آپ کہاں تک ایسے کی غمخواری فرمائیں گے؟
ناکامی بیکار نہیں، رُسوائی کام آئے گی
ان ہی چند لکیروں سے افسانے بن جائیں گے
اُن کے آتے ہی میں نے دل کا قصہ چھیڑ دیا
اُلفت کے آداب مجھے آتے آتے آئیں گے
تیرے میخانے کی قسم، بے مانگے مل جاتا ہے
تیرے ہوتے اے ساقی! ہاتھ کہاں پھیلائیں گے؟
اب میں اُس منزل میں ہوں، جس میں دعا کرنا ہے گناہ
کچھ نہ زباں سے نکلے گا، ہاتھ اگر اُٹھ جائیں گے
تُو برباد، جہاں ناخوش، وہ بھی کچھ بیزار سے ہیں
ہم جو اے دل! کہتے تھے، نالے راس نہ آئیں گے!
اُس نے آنے والوں کا بڑھ کر استقبال کیا
شمع کو یہ معلوم نہ تھا، پروانے جل جائیں گے
میرے سیہ خانے میں کوئی، دلچسپی کی چیز نہیں
آپ کو فرصت ہی کب ہے، آپ یہاں کیوں آئیں گے!
اک دن میری آنکھوں میں ماہر آنسو بھر آئے
غربت گھبرا کر بولی، آپ وطن کب جائیں گے؟

اے نگاہ دوست یہ کیا ہو گیا کیا کر دیا
پہلے پہلے روشنی دی پھر اندھیرا کر دیا
آدمی کو درد دل کی قدر کرنی چاہیے
زندگی کی تلخیوں میں لطف پیدا کر دیا
اس نگاہ شوق کی تیر افگنی رکھی رہی
میں نے پہلے اس کو مجروح تماشا کر دیا
ان کی محفل کے تصور نے پھر ان کی یاد نے
میرے غم خانہ کی رونق کو دوبالا کر دیا
مے کدے کی شام اور کانپتے ہاتھوں میں جام
تشنگی کی خیر ہو یہ کس کو رسوا کر دیا

وہ ہنس ہنس کے وعدے کئے جا رہے ہیں

فریب تمنا دیئے جا رہے ہیں
ترا نام لے کے جئے جا رہے ہیں
گناہ محبت کیے جا رہے ہیں
مرے زخم دل کا مقدر تو دیکھو
نگاہوں سے ٹانکے دیئے جا رہے ہیں
نہ کالی گھٹائیں نہ پھولوں کا موسم
مگر پینے والے پیئے جا رہے ہیں
تری محفل ناز سے اٹھنے والے
نگاہوں میں تجھ کو لیے جا رہے ہیں
مرے شوق دیدار کا حال سن کر
قیامت کے وعدے کیے جا رہے ہیں
حرم تجلی میں ذوق نظر ہے
نگاہوں میں سجدے کئے جا رہے ہیں
ابھی ہے اسیری کا آغاز ماہر
ابھی تو فقط پر سیئے جا رہے ہیں

ان کی خوشی یہی ہے تو اچھا یونہی سہی
الفت کا نام آج سے دیوانگی سہی
ہر چند نامراد ہوں پھر بھی ہوں کامیاب
کوشش تو کی ہے کوشش برباد ہی سہی
غنچوں کے دل سے پوچھی ? لطف شگفتگی
باد صبا پہ تہمت آوارگی سہی
جب چھڑ گئی ہے کاکل سب رنگ کی غزل
ایسے میں اک قصیدہء رخسار بھی سہی
ماہر سے اجتناب نہ فمائیں اہل دل
اچھوں کے ساتھ گنہ گار بھی سہی

عفراء بتول سحر

غزل

دشتِ گماں میں یوں ہے مسلسل دھواں دھواں
جیسے ہو زندگی کا ہر اک پل دھواں دھواں

تم کیا گئے ہماری تو دنیا اجڑ گئی
زلفیں پریشاں آنکھ کا کاجل دھواں دھواں

سلگی تمام عمر میں تیرے فراق میں
بھرتا رہا ہے سینے میں پل پل دھواں دھواں

رشتے کی ڈور توڑ کے تم کو ملا ہے کیا
میری حیات کا ہوا جل تھل دھواں دھواں

آہوں کا یہ اثر تو ذرا دیکھیے جناب
صحرا ہے شعلہ زار تو جنگل دھواں دھواں

امید کے چراغ کی لَو ٹوٹنے لگی
جلتی ہے آنکھ اور دلِ پاگل دھواں دھواں

تم سے بچھڑ کے بن گئیں تاریکیاں نصیب
لگنے لگی سحر بھی مکمل دھواں دھواں

ملک میں جاری حالات تشویشناک ایک دوسرے کی مدداور آپسی اتحاد ضروری: ایم اے فردین

حیدرآباد: آج ملک کے حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کو آپسی حالات میں اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے کام آنا چاہئے، جو لوگ ظلم کا شکار ہوئے، ان کی مدد کے لیے ہم کو ہر طرح سے آگے آنا چاہئے، جو لوگ بے گھر ہوگئے، انہیں سہارا دینا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیرٹیبل ٹرسٹ کی جانب سے پرانی حویلی کے آفس پر منعقدہ دعوت افطار میں مقررین نے کیا۔ چیئرمین ٹرسٹ ڈاکٹر محامد ہلال اعظمی نے کہا کہ ملک میں فرقہ پرستی عروج پر ہے اور لوگوں میں دوریاں بڑھتی جارہی ہیں۔ ایسے میں قوم کے باشعور افراد کو اپنی دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آگ کو بجھانا چاہئے ۔آج ظلم کا شکار لوگ ہماری طرف ایک آس بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں، ہم سب کو ان کی مدد کرنا چاہئے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ایک دوسرے کی مدد دلانے کی یاددلاتا ہے۔ ہم کو عید میں تمام لوگوں کو شامل کرنا چاہئے۔ آل انڈیا اردو ماس سوسائٹی فار پیس کے صدر ڈاکٹر مختار احمد فردین نے کہا کہ دعوت افطار میں غریبوں کو بھی شامل کرتے ہوئے لے کر چلنا چاہئے۔ انہوں نے والدین پر زور دیا کہ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں۔ تعلیم سے ہی ہماری قوم ترقی کرسکتی ہے۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ عصری تعلیم حاصل کرتے ہوئے کام کرنا چاہئے۔ اردو زبان کی ترقی بھی اسی وقت ممکن ہے جب اس سے جڑے ہوئے لوگ اس کو بچائیں۔ ڈاکٹر عبدالقدوس صدر شعبہ حسینی علم گورنمنٹ ڈگری کالج برائے اناث نے کہا کہ تلنگانہ حکومت نے ہزاروں ملازمتوں کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔

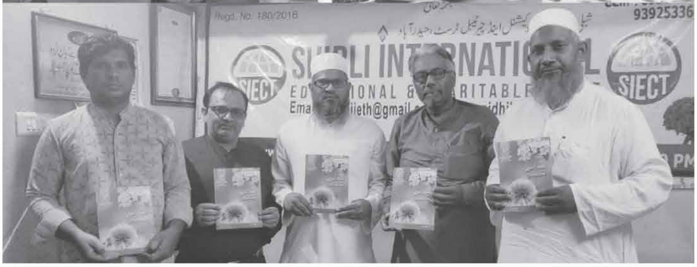

DR. S.J HUSSAIN
MD (Unani)
Former director Incharge
Central Research Institute Of Unani Medicine
Govt of India

website: www.unanicentre.com
Email:syedjalilhussain@gmail.com
jaleel_hussain@yahoo.com

Dr. Jaleel's

UNANI CENTER FOR CARDIAC

یونانی سینٹر فار کارڈیک کیر

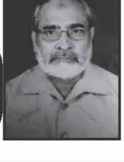

Consultation Time
Morning: 9:00 am to 2:00 pm
(Friday Morning and Sunday Evening Closed)

Cell:
+91 8142258088
+91 7093005707

Adress -: No: 8-1-332/3/B-69, RoadNo 1(A)Arvind Nagar Colony
Tolichowk Hyderabad - 500008 T.S India

MADRASA ISLAMIA NAJMUL ULOOM
Shahi Hills, Near Masjid Noor Ali, Shaheen Nagar, Hyderabad.
SHIBLI INTERNATIONAL
EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم
شاہی ہلز نزد مسجد نور علی، شاہین نگر، حیدر آباد
Regd No: 180/2016

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.................... گرامی قدر محترم! امید ہے کہ آپ اپنے متعلقین کے ساتھ بخیر وعافیت ہوں گے

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے خَیْرُکُم مَنْ تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَہ۔ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اس حدیث سے علم اور قرآن علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی علم کی نشر واشاعت کے لئے **مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم** شاہی ہلز شاہین نگر حیدر آباد میں ۱۵/جنوری ۲۰۱۷ء کو قائم کیا گیا تا کہ امت مسلمہ کے نونہالان زیور علم سے آراستہ ہوں اور ملک وملت کی خدمت میں وقف ہوجائیں۔ اللہ رب العزت ان مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

مدرسہ ہذا اور ٹرسٹ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ جملہ اخراجات کی ادائیگی اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہوتی ہے۔ ٹرسٹیوں کے مشورے سے ٹرسٹ اور مدرسہ کے لیے تین سو ستائیس (327) رگز زمین شاہی ہلز شاہین نگر میں خریدی جاچکی ہے، جس کی مجموعی قیمت چھتیس لاکھ ستّر ہزار تھی۔ الحمدللہ اہل خیر کے تعاون سے بیشتر رقم ادا کردی گئی ہے۔ ماشاء اللہ تعمیری کام جاری ہے۔ الحمدللہ پہلا چھت پڑچکا ہے، مزید مراحل کے لیے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ نقد اور اشیاء سے تعاون فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

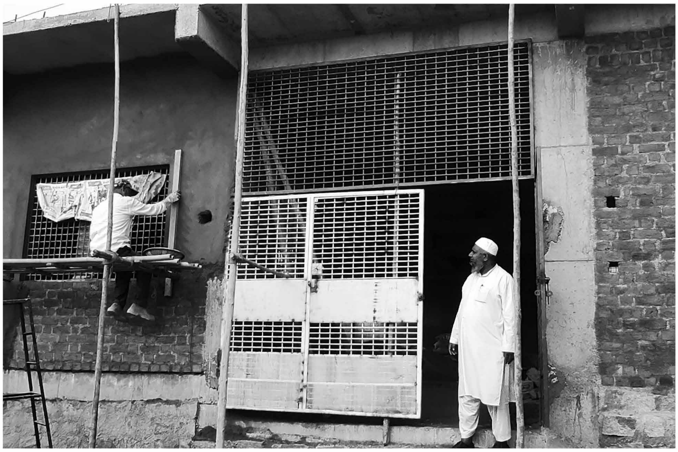

Bank Name: IDBI CURRENT ACCOUNT
A/c Number: 1327104000065876
A/c Name: SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST
IFSC Code: IBKL0001327. Branch: Charminar

حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ، بانی وناظم مدرسہ ہذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدر آباد

Google Pay: **8317692718** WhatsApp: **9392533661**

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad

May 2022 مئی

RNI: TELURD/2018/77022
ISSN: 2581-9216
Rs. 20/-

S.No.: 22-1-114, Jambagh, Kali Khabar Main Road, Dar-ul-shifa, Hyderabad - 500 024, TS
Off.: 5-3-989, 104, First Floor, Sherza Estates, N.S. Road, M.J. Market, Hyderabad - 500 095
email: kgnteasales@gmail.com

Editor, Printer, Published & Owned by Mohd. Muhamid Hilal
Printed at Daira Electric Press, #22-8-143, Chatta Bazar, Hyderabad. 500 002.
Published at #17-3-352, B1, 2nd Floor, Bafana Complex, Dabeerpura, Hyderabad - 23, T.S
Cell: 9392533661, 8317692718, Email: muhamidhilal@gmail.com